Edite

U1

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخه

کلیات نظیر اکبرآبادی

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

و باہتمام پنڈت شیام ناتھ منیجر اشاعت پائی۔ ۱۲/۵ جز

الفہرس

اس مطبع میں علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اسکی ہر شایق کو چھاپہ خانہ
سے مِلسکتی ہے ... تا شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان
ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات و دواوین اردو و کلیات و دواوین فارسی درج
کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو
آگاہی کا ذریعہ حاصل ہووے -

کلیات و دواوین اُردو

کلیات انشاء اللہ خان یہ نتیجۂ طبع شاعر
... نامی نبرلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب
سعادت علیخان مین بڑے مقرب حاضر جواب تھے
کلیات نساخ عمدہ کلیات جس مین نادر نادر
رسائل شامل ہین -
... شاہد عشرت - ۲ - سخن شعرا - ۳ - اشعار نساخ
... - مرغوب دل - ۵ - دفتر بیمثال - ۶ - گنج تواریخ
... - چشمۂ فیض ۸ - قند پارسی - زبان ریختہ ۱۰ - قطعہ
منتخب - از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبدالغفور
... خان بہادر -
کلیات سودا قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات
... کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا
مستند الکلام -
کلیات تراب مجموعہ جس مین چند کتاب ہین
... دیوان ۲ - مثنوی عاشق صنم ۳ ٹھمریان ۴ شجرہ
... دریہ کلیات صنعت کلام شاعر مستند میان
... یم الدین صنعت -
کلیات ناسخ و دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی
شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوے
کلیات آتش - طبعزاد سخنور نامی خواجہ

حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ -
کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مردان
علیخان بہادر -
کلیات تسلیم - جسکا تاریخی نام نظم ارجمند ہے
نتیجۂ خوش فکری زبان اور بلند خیالی منشی امیر اللہ
تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی -
کلیات میر تقی استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام
بعد نظر ثانی مکرر چھپا -
کلیات ظفر کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین
۱ - جلد اول و دوم یکجائی - جلد سوم و چہارم یکجائی -
کلیات مومن خان جدید الطبع -
بہارستان سخن اس مین تین اُستادونکا کلام ہے
ہمطرح و ہمقافیہ غزلین -
۱ - شیخ امام بخش ناسخ ۲ - خواجہ حیدر علی آتش ۳
مہدی حسینخان آباد - بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک
اُستاد نے زور طبع دکھایا ہے بہمہ یکتہ ترجیح بلا مرجح
کہنا زیبا ہے -
دیوان گویا از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا
شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر اُستاد نازک خیالی -
دیوان رند مسمی بہ گلدستہ عشق کلام نواب سید
محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -
دیوان امیر خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخه

کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور بزیور طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالق ارض و سما لکھوں
کر عمر بھر میں اسکو لکھوں تو بھی کیا لکھوں
لازم ہوا ہمیں طبع کو عجز اپنا لکھوں
کچھ ناز کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھوں

بعد اسکے پھر میں نعت شہ انبیا لکھوں
بے انتہا ہو وہ تو غرض تا کجا لکھوں
کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں
ہو جی میں لیلی مجنون کا کچھ ماجرا لکھوں

سچ پوچھیے تو دونوں عجب کام کر گئے
معشوق عاشقی میں غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
ماں باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر
کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر ادھر

سمی جو پوچھے تو کہین صبر قرار کہو
دل دیکھے خوبرو کی محبت مین خوبرو

تقریر پوچھیے تو یہ کہین اسکے روبرو
با بحث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دو بدو

چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اسکے سوائے اور یہ جادو بھرا کنار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار
جو انمین لڑکیان بھی کئی تھین حیا نگار

لڑکی جو اُنمین بیٹھی سو ایسی وہ گلعذار
اندر تو قاتلو نکا وہ مجمع ستم شعار
اُنکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جادو یہ جادو جب ہوا آنکر دوچار

دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہو گیا
مکتب وہ اُسکے حق مین پرستان ہو گیا

حسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام
تھی شرمگین وہ نازنین لیلی تھا اُسکا نام
بن دام اُسنے کرلیا مجنون کے تئین غلام
ایسا ہوا کہ پڑھنے لگا حسین صبح و شام

اُن لڑکیو نمین ایک تو لڑکی تھی خوشخرام
زلف اُس صنم کی ہو گئی مجنونکے دلکی دام
اُسکے بھی دل مین الفت مجنونکا ازدحام
چاہت کی مئے کچھ پی لیے آنکھین کے جام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا
دونون دلونپہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے وہ لُبھاتی تھی
چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی

مجنوں کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار
اب کوئی دم میں دیکھئے پھر وصل کی بہار
آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار

کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلعذار
پھرتا کبھی کبھی کہتا وہ گھبرا کے بیشمار
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلکی یاد تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنونکی مہ جبین
ہیم پر بھی کبھی یادرہے سمگین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین
جو ہجر نے دکھائیں جفائیں وہ سب سہین

چھپ چھپ کے سب سے روتی رہی گھر میں نازنین
بیتابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے تئیں
اشکوں سے آنکھیں اُسکی بھریں صبح تک زمین
کہتا رہا یہ دل سے کہا ہو دل ہمنشین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنونکے دلپہ جبکہ ستمگاریاں ہوئیں
ہر آن بیکسی کی مددگاریاں ہوئیں
اُٹھنے کی ننگ و نام کی تیاریاں ہوئیں
جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریاں ہوئیں

فرقت کے درد و غم کی گرفتاریاں ہوئیں
ہر دم اِدھر اُدھر کی دل آزاریاں ہوئیں
ہجران کی لحظہ لحظہ جفا کاریاں ہوئیں
اتنی ہی اُس صنم کو بھی ناچاریاں ہوئیں

جیسا کہ اُسکے دل کے تئیں پیچ و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئیں اضطراب تھا

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب مین آتا تھا	لیلیٰ کو پہلے آنیسے اپنے وہ پاتا تھا
اُس غنچہ لب کے منھ سے جو منھ کو ملاتا تھا	گل کیطرح سے دلمین پھولا سماتا تھا
ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا	دلکی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا
جب حرف شوق لیلیٰ کے لب سے بر آتا تھا	اُس نازنین کی چاہ پہ قربان جاتا تھا

کہتا تھا مین غلام ترا بے تمیز ہون
کہتی تھی ہنسکے وہ بھی مین تیری کنیز ہون

پھر گھر مین اپنے جاتی جو محبوب دلربا	مجنون جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا
دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تھی تو بھی لا	مجنون بھی دیتا اُسکو تو لے کر وہ لگا
جو دی تھی اُس نشانی کو سب سے چھپا چھپا	مجنون بھی ہر گھڑی اُسے آنکھون پہ رکھتا تھا
رہتے تمام رات اسی دھن مین مبتلا	آئینہ صبح جب اُٹھین دیتی تھی منھ دکھا

مکتب مین پھر تو آنے کی تشبیہ ہوتی تھی
دونون کو وہ سحر سحر عید ہوتی تھی

جبتک خردسال تھی چاہت نہان رہی	سیانی ہوئی تو تاڑنیوالون پہ کھل گئی
لوگون مین چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی	چاہت کے گل کی نہ رہی آخرش چھپی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی	پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ بو بھی لگی لگی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بے بسی	چھٹتی نہین کی تھی جو چاہ تو ہر گز نہ چھوٹتا
آسان نہین ہے رشتۂ الفت کو توڑنا	مشکل ہے پالے پن کی محبت کا چھوڑنا

جاتی تھی سیر باغ کو جسدم وہ دلربا
دیدار کیلیے وہ بہانہ تھا باغ کا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
محمل کے پردیکو وہ مینڈ دیتی تھی پھر اُٹھا

مجنون کے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
لڑکے جب آ کے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا
لیلی بھی اُسکے سنتی تھی جب شور کی صدا
جلدی سے اُسکو دیتی تھی مُنھ اک نظر دکھا

دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

مجنون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
گر نیگیا بہانہ تو ٹک مُنھ کو تک لیا
سر کی خبر اپنی اُسے تھی نہ ہوش یا
رہتا تھا رات دن غم فرقت میں دل لُبھا

آیا کبھی تو شہر نے اُسکو نہ وان دیا
ورنہ وہ اپنے پھر اسی وادی میں جا پڑا
لیلی ہی لیلی اُسکی زبان پر تھی جابجا
تن کا بیان میں یارو کہون اُسکے در کیا

قالب جدا اُسکے جی یہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلی کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا دمبدم مری دلدار لیلی ہے
محفل میں دلبرونکی نمودار لیلی ہے
نازو ادا کی گرمی بازار لیلی ہے
محبوب گلرخونکی وفادار لیلی ہے
لیلی ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے

اس خستہ دلکی مونس و غمخوار لیلی ہے
خوبی و دلبری میں چمن زار لیلی ہے
خوبان نازنین میں فسونکار لیلی ہے
مجنون کی عاشقی کی سزاوار لیلی ہے
لیلی ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہے

تو جسکے پاس ہے مجھے اس سے جدائی ہے	مدت مین تیری شکل نظر مجکو آئی ہے
اس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا یہ حال	جو ہاتھ پیار سے لئے گردن مین اسکی ڈال
سکے تینی دیکھ کے حیرت ہوئی کمال	تھے جیسے خوش دیکھکے وان قیس کا جمال
ایسا ہی انکے دل کو ہوا رنج اور ملال	آپس مین تو کرنے لگے سب قیل و قال
جو ہوش مین ہو اس سے تو یہ بات ہے محال	ہوتی مگر ہے ایسی دیوانونکی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

ماں باپ کے بھی تھی لگو ادھر لگی ہی خوشی	یعنی پسند ہوگی انھین طرز قیس کی
اتنے مین لیکے اُدھر سے جو وہ سبھی	جو واردات گذری تھی اگر وہ سب کہی
اور یون کہا بہت ہمین شرمندگی ہوئی	اس سے تو ہم نہ جانتے تو بہتر وہ بات تھی
خاطر مین پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی	شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچۂ لیلی مین جاتا تھا
بیابان جاتا تھا اور غل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر شکار	کر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بے قرار	لیلے کے در پہ آ پڑا بس ہو کے بیوقار
وان سے بھی جب اٹھا دیا اسکو بحال زار	گلیو مین جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
لڑکو نکا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار	آنکھین بھی سرخ نالونکے غل شور بار بار

حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان
حیرت نہیں چاہ کی ہین پختہ کاریان

جب بیخودی مین چاہ کا ہوتا کمال ہے
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہے

قصہ تو لیلی مجنون کا ہے دوستو بڑا
تھوڑا سا اُس کتاب سے مین نے بھی ہے لکھا

اتنے سخن مین کہتا تھا کب طبع کو رسا
یہ کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آ گیا

سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا
بے راحت بہار سے رنج خزان لگا

لیلی جو اُٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا
آگے نظیر اُس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام اُن کا بار قام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

تمت

آغاز دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا
کہ خور اُسکے حسن رخ کو لگا تکنے ذرہ آسا

خد و خال خوبی آگین لب لعل یان سے رنگین
نظر آفت دل و دین مژہ صد مضرت افزا

کھلی رخ پہ زلف پُر خم مسی رشک رنگ نیلم
غرض اسطرح کا عالم کہ پری کہے اہا ہا

کہا ہمنے اے سمن بر پریرو پری پیکر
جو جلی ہو یون جھمک کر کہو عزم ہے کدھر کا

ہے جو قصد سیر بستان چلین ہم بھی ساتھ ایجان
کہا اُنکے یہ اے میان کوئی تم بھی ہو تماشا

نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اگلے دن کی
جو یہ ہے اسی کی مرضی تو ہے سچ پھر یہ کیسا

کہا کہ ہم نہین آنکلے یان تو اُسنے نظیر
کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہے — سب مہیا ہے جو اس ہنگام کی شایان ہے
اِسطرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار — ہو عیان حسن نگارستانکی جسنے خرید ہے
گرم جوشی اپنی باجام چراغان لطف سے — کیا ہی روشن کر رہی ہے ہر طرف روغن کی مے
مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم — حاصل نظارہ حسن شمع و پیالے پہ ہے
عاشقان کہتے ہین معشوقون سے با عجز و نیاز — ہے اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین رُوپے
گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ — ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے
کہتے ہین اہل قمار آپس مین گرم اختلاط — ہم تو ڈب مین سو روپے کہتے ہین تم کتنے کہو
جیت کا پڑتا ہے جسکا دانون وہ کہتا ہے یون — سو روپے دست راست ہے ہیر کوئی فرخندہ پے

ہے دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہے

ولہ

فرشتے وہ دن یہ نہین مہر ماہتاب مین ہے — جلو مین جانے والے قمر رکاب مین ہے
لیا ہے جسنے دل و دین بھی ہو طلب کرتے — دل اپنا تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہے

کہا کہ دفتر حُسن پر یہ خون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہے

بن ٹھن کے اس طرح سے پھر راہ لی چمن کی
جس جس روش کے اوپر جا کر ہوا نمایان
کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن مین
صد برگ نے صفت کی نرگس نے بے تامل
پھر صحن مین چمن کے آیا بحسن و خوبی
اُس انجمن مین بیٹھا جب ناز و تمکنت سے
کی مطربون نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی

دیکھی بہار گلشن ہر طرب فزائی
کس کس روش سے اپنی آن و ادا دکھائی
وہ زرد پوشی اُسکی وہ طرز دلربائی
لکھنے کو وصف اُسکا اپنی قلم اُٹھائی
اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
گلدستہ اُسکے آگے ہر سُو مین بسنت لائی
ساقی نے جام زرین بھر بھر کے مے پلائی

دیکھ اُسکو اور محفل اُسکی نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت آکر اُس وقت جگمگائی

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا ‖ ہے طرفہ روزگار طرب زا بسنت کا
باغوں مین لطف نشو و نما کی ہین کثرتین ‖ زر سو ہین نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا
پھرتے ہین کر لباس بسنتی وہ دلبران ‖ ہر جیسے زرنگار سراپا بسنت کا
جا در پہ یار کے یہ کہا ہمنے صبح دم ‖ ای جان ہے اب تو ہر کہین چرچا بسنت کا
تشریف تم نہ لائے جو کر کر بسنتی پوش ‖ کیسے گناہ ہمنے کیا کیا بسنت کا
سُنتے ہی اس جہان سے نکلا کہ جسکے تئین ‖ دل دیکھتے ہی ہوگیا شیدا بسنت کا
اپنا وہ خوش لباس بسنتی کہا نظیر ‖ چمکایا حسن یار نے کیا کیا بسنت کا

کہ جیسے لا ہو بنے لو آئینہ بنایت ہی بنا زا ہے سی ہی لگا
کہا جو بنے کہ بنگا وہ ایک بڑے تن کی سی
یہ بات کیچھ ہے ادھر سلا ہو آ دن کی سی کہ وفن کی سی
وہ نسترن بیچ ہے تو اسے جان اتنی مدت بن ہی
جی بس اب کبھی بولا اجول اٹھے تن کی
کہان لا اور کہان اس سن کی کا وصل لطیف
بیان تو چھوڑ یہ باتین دوانے بن کی سی

وله

وہ رشک جمن گل تو اب جب جمن میں تھا
جمن جنبش انسان سے سبزہ زن تھا

گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران	وان بھی غرض آتی ہمتین عار ہمین سے
اقرار ملاقات ہے ہر اک سے بصد جہد	کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے

سمجھے گا جو رتبے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگے گا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سرخی غنچہ گل مین تری دہن کی سی	نہ یاسمن مین صفائی تری بدن کی سی
مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنیسے	بہار آج مرے گھر مین ہے چمن کی سی
یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے	جھلک کسی کے ڈوپٹہ مین نور تن کی سی
گلونکے رنگ کو کیا دیکھتے ہو اے خوبان	یہ رنگتین ہین تمھاری ہی پیرہن کی سی
جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ	نئی ہے شکل اب اُسکی اُجاڑ بن کی سی
جو اپنے تن کو دے نسترن سے اب تشبیہ	بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہے تیرے تن کی سی
ترا جو پانون کا تلوا ہے نرم مخمل سا	صفائی اسمین ہے کیسے تو نسترن کی سی

نظیر ایک غزل اِس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہے روانی ترے سخن کی سی

نہین ہوا مین یہ بو نافۂ ختن کی سی	لپٹ ہے یہ تو کسی زلف پر شکن کی سی
مین ہنسکے اسلیے منھ چومتا ہون غنچہ کا	کہ کچھ نشانی ہے اسمین تری دہن کی سی
خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو	مجھے بو آتی ہے اسمین کسی بدن کی سی
ہزار تن کے چلین بانکے خوب رو لیکن	کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی

وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی
ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان یونہی نہین
ایک شب اے بیجان جان گھر مین ہمارے رہ جائیے
کیا عجب صورت رقیب روسیہ کی دیکھکر
ایک عالم کو یکین کسطرح سر پھوڑیگا اب

ہے یہ جھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی
کھا گئی شاید وہ کٹنی میر جانی آپ کی
حال پر بندے کے ہوگی مہربانی آپ کی
خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپکی
گر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہے پیاری جب وہ کہتی ہے نظیر
ہے میان کچھ اندنون نا مہربانی آپ کی

دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی
موسی کے تئین گو شجر طور کی سوجھی
ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہے
غش کھائے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے
دیکھا جو نہاتے ہمین وہ گورا بدن اُسکا
بالون سے جب پھنس گئے اُس زلف سیہ مین
جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہے عبادت

کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی
پر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی
پریون نے جو دیکھا تو اُنھین حور کی سوجھی
موسی کو بھلا کہیے تو کیا دور کی سوجھی
بلور کی جو کی یہ جھلک نور کی سوجھی
تب ہمکو سیاہی شب دیجور کی سوجھی
اک غور جو ظاہر ہین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہر کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اس ڈھب سے شرمسار ہوا

کہ مین حیا ہی پہ اُسکی فقط نثار ہوا

زبان کی کترنے کے مقراض اور بنا دشنام کا غذ
یہ کہتے ہیں کہ عاشق چھوٹ جاتا ہے اذیت سے

ہماری حق میں کیا کیا آپ نے کترنے میں گل بوٹے
جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہے معشوقوں کی گلیوں میں
نظیر اب ہم تو مرکر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

فوج غم میں چشم نے گوہر اگل کر بھر دیے
جلوہ گر محفل میں تھا اُس حسن کے شعلے کو دیکھ
کل جو بک رو یا کسی کو یاد کر وہ گلبدن
جام کم بھرتے ہیں ساقی کو ذرا چھیڑا جو میں
ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ کو تیغ آلودہ سے
زخم شانے کے تری لفظوں نے انکے خلاف
کہتے ہیں سے باغباں جینے ہی کہ خالی تھے چمن

اشک نے خنجل کی خنجل دم میں ڈھل کر بھر دیے
شمعدان شمعوں نے یاں سب پگھل کر بھر دیے
اشک بھتے آنکھوں میں یا موتی کھلکر بھر دیے
اُسنے اک دو چار ساغر مجکو جلکر بھر دیے
خوں میں سب دامن کے پاٹ اُسکے اُچھلکر بھر دیے
آخرش لب نے لعل سے آ جکل کر بھر دیے
جوش گل نے اسکی وہ سب پھول بھل کر بھر دیے

اب تو ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہے نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہیں ہاں کہ مجسا کوئی مہ جبیں نہیں
تجھسا تو کوئی حسن میں یاں نازنیں نہیں
ساقی کو جام دیتے ہیں اُس خوش نگہ کو آہ
جب اُس نہیں کے کہنے سے مانے ہے وہ برا

پیاری جو ہمسے پوچھو تو یاں کیا کہیں نہیں
یوں نازنیں بہت ہیں تیں نازآفریں نہیں
ہر دم اشارتیں ہیں کہ اُسکے تئیں نہیں
آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہوں ہنسکر نہیں نہیں

آہ کی ساتھ مرے سینے سے نکلے ہی دھوان
ای زبان مجھ دل بریان سے کہو عشق اللہ

یاد مین اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ
ایسا ہی چھیڑنا ہے تو اہل وفا کو چھیڑ

چھیڑیگا جب تجھے پیش نہ جاویگا کچھ فسون
ای دل نہ اُسکے افعی زلف دوتا کو چھیڑ

چھیڑین تو یاد مجھکو بھی ہینسکے بہت دلے
دلکی خوشی یہی ہے کہ اُس دلربا کو چھیڑ

رگ رگ کے اشک چشم کے لایا ہے عنقریب
ای غنچہ لب تو اب نہ دل مبتلا کو چھیڑ

اک حرف چھیڑ کا تو صریحاً نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پردے مین اُس پُر جفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید
قصہ بے سر و سامانی من گوش کنید

گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید
داستان غم پنہانی من گوش کنید

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکن کوے بودیم
تابع خودی آن بت عربدہ جوے بودیم

عقل و دین باختہ دیوانہ روے بودیم
بستہ سلسلۂ سلسلہ موے بودیم

کس دران سلسلہ غیر از من و دل بند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

[illegible]

وله

[illegible]

	بعد ازین ماه سر کوی دل آرای دگر به غزالی و غزل خوانی و غوغای دگر	
ای بسا چند بکام دگرانت بینم مایهٔ عیش مدام دگرانت بینم		سرخوش و مست ز جام دگرانت بینم ساقی مجلس عام دگرانت بینم
	تو چه دانی که شدی یار به بی باکی چند چه هوسها که ندارم به هوسناکی چند	
تو مپندار که مهر از دل پر خون نرود این محبت بصد افسانه و افسون نرود		آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود چه گمان غلط است این نبود چون نرود
	چند کس از تو و یاران تو آزرده بود دو رخ از سردی این طائفه افسرده بود	
یار این طائفه خانه برانداز مباش میشوی شهره باین فرقه هم آواز مباش		از تو حیف است باین طائفه دمساز مباش غافل از لعب حریفان دغاباز مباش
	به که مشغول باین شغل نسازی خود را این نه کاریست مبادا که بیازی خود را	
در کمین تو بسی عیب شمارا هستند داغ بر سینه ز تو کینه گذاران هستند		سینه پر کینه ز تو سینه فگاران هستند غرض اینست که در قصد تو یاران هستند
باش مردانه که ناگاه قفایی نخوری		واقف میکشی خود باش که پایی نخوری

[illegible]

جانمن سنگدلی دل تو دادن غلط است
بسر راه تو چون خاک فتادن غلط است
رفتن از دلی ست کوی تو ستادن غلط است

چشم امید بروی تو گشادن غلط است
روی تر کرده بروی تو نهادن غلط است
جان شیرین بتمنای تو دادن غلط است

چون ندانی که غم عاشق زار است باشد
چون شود خاک بران خاک گذار باشد

مدتی هست که من دانم و تدبیری نیست
از غمت سر بگریبانم و تدبیری نیست
از برای تو پریشانم و تدبیری نیست

همچو زلف تو پریشانم و تدبیری نیست
چون دل رفته ز دامانم و تدبیری نیست
چه توان کرد که حیرانم و تدبیری نیست

شرح درماندگی خود بکه تقریر کنم
عاجزم چاره من نیست چه تدبیر کنم

نخل نوخیز گلستان جهان بسیار است
با لب همچو شکر تنگ دهان بسیار است
جان من همچو تو غارتگر جان بسیار است

گل این باغ و چمن سرو روان بسیار است
طوق زرین کمر و موی میان بسیار است
طوق زرین کمر و موی میان بسیار است

دیگری این همه آزار به عاشق نکند
قصد آزردن یاران موافق نکند

مدتی شد که در آزارم و میدانی تو
از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو

بکمند تو گرفتارم و میدانی تو
خون دل از مژه می بارم و میدانی تو

گر برفتم ز درت شام و سحر خواہم رفت	روی باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت

از جفای تو من زار برفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار برفتم رفتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کے اقرار ہنستے ہنستے	جل دے گیا ہے شاید اغیار ہنستے ہنستے
آتا نہ ہنس دل اُس سے ایسا ہو کہ چنچل	لڑنے کو تجھسے ہووے تیار ہنستے ہنستے
لیکر صریح دلکو وہ گلعذار یارو	ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے
ہنس ہنس کے چھیڑا اُسکو زنہار تو نہ اے دل	ہوگا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے
ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہو دل کو گلرو	کرتا ہے شوخ یارو یہ کار ہنستے ہنستے
جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہیں روا ہے	لائق یہاں تو کرنا انکار ہنستے ہنستے
دستار سرخ سج کر طرہ زری کا رکھکر	آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے
آنکھیں لڑا کے اُس نے ہنسکر نگہ کی ایسی	جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے نظیر اے گل
دکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمسات و مسدسات وغیرہ

جسدن سے ادا مجھکو اُس بت کی لگی پیاری	اور کھپ گئی آنکھوں میں چنچل کی طرحداری

آنکھی نہین ہرگز خاطر مری خامی مین	حاضر ہو قیطر ایجان اسوقت غلامی مین
کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری	

وله

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے	پھر اسکو بہت ایجان بالا نہ بنا دیجے
سو ناز اگر کیجے الفت بھی جتا دیجے	منظر کے ہڑا ور کو آگے سے ہٹا دیجے
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے	
دیکھی ہو تمہاری جو چہرے کی جھمک ایجان	دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھ لے پھر اک آن
ہے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان	ہے عرض یہی اب تو ای بادشہ خوبان
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے	
چھپنے ہو عیان ہوکر ہو تم اگر اس ڈھب کے	عاشق بھی تو شیدا ہین چاہت کے مطلب کے
دیدار کی خواہش مین ہم یان ہین کھڑے کب کے	جس ڈھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے	
آنکھیں بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران	کل پڑتی نہین اکدم بن دیکھے ہوے ایجان
گر حسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان	تو پھر سے ٹک ہنسکر ای رشک مہ تابان
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے	
آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری	ٹھہری ہے اسی دن سے خاطر مین طلبگاری
تک لیتے تمھین ہم تو جو ہوتی نہ ناچاری	گر ہمکو جلانا ہے تو کر کے نموداری
پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے	

ہولی

من رنگ بہاریں کھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے
منہ سرخی سے گلنار ہوے تن کیسر کی سی کیاری ہے
یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی اور ہر دم رنگ افشانی ہے
کہیں تنی ہے دھینگا مشتی کہیں کھینچا تانی ہے
ہر وقت خوشی کی جھمکیں ہیں پچکاریوں کی خستانی ہے
کہیں لٹیاں جھمکیں رنگ بھری کہیں خوبا کیچر مانی ہے
ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی سے آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں
کچھ آگ ار رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں
رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں
کچھ کودے ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں
یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پری رو یاروں کی ہر جانب کا جھوکی ہے
کچھ سنگیں ترچھی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ کی ہے
کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بان دھرکڑکی ہے
کچھ شور اہاہا کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے
یہ عیش یہ خط یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

معجون سے رنگ لال ہوئے کہیں چلتی مے کی پیالی ہے
سو کثرت عیش و مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے
کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں خوش دلشادان پر لالی ہے
کچھ بولی ٹھولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے
ان چرچوں کا ان چہلوں کا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا سیر رنگ بھرے اور سوانگ بھی کیا کیا لاتے ہیں
کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہیں کچھ کامنی کے گاتے ہیں
کر باتیں ہر دم چہل بھرے خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں
کچھ اور طرح سے سوانگ بنیں کچھ ناچیں ہیں کچھ گاتے ہیں
ہر آن نظیر اس فرحت کا سامان دکھایا ہولی نے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ولہ

سر بانون سے شوخی ہو اُس چلبلے چنچل مین	یہ چتونکی لگاوٹ لیے اک آن کی چھل بل مین
پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین	
زینسے خبرداری ہر گز نہ ہوا لاہا اس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو ہنین چاہا	اور ایک کے سینہ کو عیارکی لے راہا کی یار وبہ کچھ پھرتی کیا کیسے اہاہاہا
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین	
کیا پیش چلے اُس سے یون ناز بھرا ہو جو یہ گھات یہ چنچل بن کب یاد پری کو ہو	کس طور سرک جاے ہونا ہو جو کچھ ہو سو اس ڈھپ کے تئین یارو دیکھو تو اہو ہو ہو
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین	
ہنس ہنس کے لگا جسدم وہ نازو ادا کرنے ہر آن لگی اُسکی سو بکر کے دم بھرنے	جی اُسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے کیا کام کیا یارو اُس شوخ ستمگر نے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین	
ڈرتے تھے بہت ہم تو اُس شوخ لڑاکے سے آیا جو ادھر کو تھا عیار لیاکے سے	اور خوف مین تھے اُسکے ڈھب آن واداکے سے نظرونکے ملاتے ہی چنچل نے چھپاکے سے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین	
رکھتے تھے بہت ہمتو ہر آن کی ہشیاری آج اُس بت پرفن نے آکر یہ طرحداری	خوبانسے نہ ملتے تھے تو ہو نہ گرفتاری چل دیکھے ہمین لپ چھپ کرکے فسونکاری
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین	

یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہے آنکر سامان
گلیمں ڈالکے باہیں خوشی سے تم ایجان

بتھاؤ ہمکو بھی اِکدم یہ بار ہولی کا

اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم اِدھر سے ہم
گلال عبیر ملیں مُنھ پہ ہو کے خوش ہردم
خوشی سے بولیں ہنسیں ہولی کھیلکر باہم
بہت دنوں سے ہیں تو تمھارے سر کی قسم

اِسی امید میں تھا انتظار ہولی کا

بتوں کی گالیاں ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے
گلال پڑتا ہے کپڑوں سے رنگ بہتا ہے
لگا کے تاک کوئی مُنھ کو دیکھ رہتا ہے
نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہے

مزا دکھا دے ہمیں کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اک دلبر دلوں کو حُسن سے چھلنے
عرق کو رُخ کے پلکوں کی جھپک نکھا لگی جھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے
لگایا دام زلفوں کے شکن نے پیچ نے بل نے

بنایا پان نے رنگ اور سنبھالا سحر کاجل نے

وہ مکھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیران
وہ کاکل کی کھلت جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
کسی اوباش سے بھی منفعل ہوں سنبل و ریحان
مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان

نگاہیں دمبدم سو عیش و عشرت سے لگیں ملنے

کئی بار اُسکی جانب میں نے جب بھر کر نظر دیکھا
وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجکو پسند آیا
وہ آنکھیں مار پیاری پیاری اور بھولا سادہ رُخ اُسکا
کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہا ہا ہا

عجب لوٹے مزے اُسوقت نظاروں کی اُکل نے

اندھیری رات کا بیان

ولہ

ملنے کا تری رکھتے ہین ہم دھیان ادھر دیکھ
ہم جاننے والے ہین ترے جان ادھر دیکھ
بھاتی ہے بہت ہمکو تری آن ادھر دیکھ
ہولی ہے صنم ہنسکے تو اک آن ادھر دیکھ
ای رنگ بھرے تو گل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نہ رکھ ہمسے ملال اسگھڑی ایجان
آئی ہین یہی کر کے خیال اسگھڑی ایجان
نکھرے یہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہے ایجان ادھر دیکھ

اب زرد یہ چیرا جو ترے سر یہ جما ہے
نیمہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے
اور اُسپہ یہ طرّہ جو زریکا بھی دھرا ہے
پوشاک یہ تیری گل صدبرگ فدا ہے
نرگس تری آنکھونپہ ہے قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب سے جو ہر اک جا مین نمودار
سنتے ہین کہین راگ کہین مے سے ہین سرشار
ہر دل مین ہمین تو تری نظرون سے ہے سرکار
پچکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار
ہمکو تو فقط ہے یہی ارمان ادھر دیکھ

ہر دھوم ہے ہولی کے کہین شور کہین غل
دف بجتے ہین سب ہنستے ہین اور دھوم ہے بالکل
ہوتا نہین یہ رنگ چھڑکنے مین تامل
ہولی کی خوشی مین تو نکر ہم سے تغافل
اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ

ہر دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے
جیتے ہین فقط تیری نگاہونکے سہارے

سوتے تھے جو ہم اسمین سنے غیر کے کھٹکے
ہم ہنستے رہو انسے ڈھیک ڈیے ہو جو مارے

چھپ چھپ گئے اُٹھ دونون ہین پلنگ سے
کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو یاد سے

چوری کی بھی رکھ لیتی ہے کیا بات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہے اُجالا
محبوب پری شکل صراحی دبیا لا

ہوتا ہے عجب کھیل پرپرو سے دیا لا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا

اس لوٹ کی کرتی ہے مدارات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کو جیمین جا ہا وہین کہنے لگے پھیری
اور اسمین کہین ملگئی گر حسن کی ڈھیری

بیٹھے کہین اُٹھے کہین جلدی کہین دیری
پھر جب تو نہ کہ میری نہ مین کچھ کہون تیری

کام عیش کے لاتی ہے لگا سات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ کل رات عجب سیر کا کھٹکا
آیا جو خیلوزر تو بندہ وہین سٹکا

بو سونکی مدارات کا سینونکے لپٹ کا
وہ ٹکرین کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا

رد کرتی ہے سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی لطیر آ
سو عیش و طرب سے تھے ہم اس یار کے ہمراہ

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین	ہر آن دید بازی اور ربط پرستیان ہین
سو سو طرح کے چلبلے جی مین اکستیان ہین	کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

جو ہمکو جانے بوڑھا سو وہ ہے شیخ چلی	ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کرکے کھلی
ہاتھی کو داب بیٹھین جیسے چوہے کو بلی	رستم سے اک گھڑی مین پجوا دین تو یہ تلی

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہے	کوچون مین اور مکان مین کچھ جدھر ادھر ہے
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہے	ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

کرتے ہین ہم جو یارو اب دھوم اور دھڑکے	دیکھے جوان تو اسکے چھٹ جاہین دم مین چھکے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یار دلکے	کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھمکے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ولہ

کیا بات ہے جو گلرخ نظرین چھپائے ہے	کچھ ہو یہ دو نگاہین ہنسکر ملائے ہے
ہم وہ میان ہین اللہ بالا نہ ڈالے ہے	رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حسن والے ہے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہے
ٹک ہنسکے ادھر دو آنکھین اٹھائے ہے

	اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپالے ہمسے ٹک ہنسکے اور پریوا آنکھین لڑالے ہمسے	
جوڑے کبوتر ونکے کتنے دنون اُڑائے گھٹ والے ہین ہزارون چھاپ تلک لگائے		کنکوے چنگ گڈی نکلین تپنگ بنائے ہین وہ بڑے جو دلمین لاکھون مزے سمائے
	اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپالے ہمسے ٹک ہنسکے اور پریوا آنکھین لڑالے ہمسے	
پھر لعل بھی لڑائے اور گلدمین بھی پالین ڈبو نین ڈال کھی مل بکریان بنالین		جنگل مین گل لگا مین اور بڈریان سنبھالین کیا کیا نہ ہمنے پیارے پھر پھدکیان نکالین
	اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپالے ہمسے ٹک ہنسکے اور پریوا آنکھین لڑالے ہمسے	
اس شہر مین ہزارون گو خوبرو بتان ہین کس مین اداچپلاہٹ کس مین شوخیان ہین		لیکن بتاؤ کسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین انداز کے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین
	اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپالے ہمسے ٹک ہنسکے اور پریوا آنکھین لڑاتے ہمسے	
تیز ادی ہوکے ہمنے لو چکمی بنائے پھر تیکھے سرمہ والے سرمہ بہت لگائے اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپالے ہمسے		اسمین بھی کتنے لڑکے تیز اور چڑھائے دیکھون تلک لڑائے بندر تلک نچائے ٹک ہنسکے اور پریوا آنکھین لڑالے ہمسے

[illegible]

قسمت سے جب دونون میسر ہون پھر تو وان	پھر ایسی اور کونسی دولت ہے میری جان
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہو	محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہو
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ ہم تو اسی کو شاہ کہین اور جہان پناہ	تو اسکو جانیے یہ گدا سے بھی ہے تباہ اب جسکا تن درست ہے فخر ہے ہو پناہ
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
ہون گرچہ لاکھ دولتین بیمار کے گنے بہتر ہین مفلسی کے میان چابنے چنے	اور نعمتون کے ڈھیر لگے ہون بنے ٹھنے جو تندرست ہین وہی دولہا ہین اور بنے
جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست	
جب تندرستیون کی رہین دلمین بستیان کھانے کو نعمتین ہون دیا فاقہ مستیان	پھر سو طرح کے عیش ہین اور مے پرستیان سب عیش اور مزے ہین جو ہون تندرستیان

[illegible]

[illegible]

اُسکے سب محتاج ہین ا۔شاہ سے لے تا گدا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا

جب سے تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
پھر جہا نہین اُس سا یارو کون سا ہے بادشاہ

تندرستی کو بنٹ فضل الٰہی یو بجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی تو بجھیے

دولتین جتنی ہین سب ان دو لتونسے ہین تلے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے

آبرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین پیارے مرے

تندرستی کو بنٹ فضل الٰہی تو بجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی تو بجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے
جس کینے ہی یہ اسی کا سب ادب آداب ہے

تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو بنٹ فضل الٰہی تو بجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی تو بجھیے

ہین جہا تک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر

عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
سب جہا نہین ہین اسی نکتہ کے قائل اے نظیر

تندرستی کو بنٹ فضل الٰہی تو بجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی تو بجھیے

ولہ

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو بگت بجے سر تال سے ہین تال پکھاوج ناچے ہین

ولہ

جتنے ہین اب جہان مین سبزی کے عشق والے
پیتے ہین سبز طرے کھاتے ہین کر نوالے
دلشاد سرخ آنکھین سر سبز منھ اجالے
کیا دیکھتا ہے بیٹھا او یار حسن والے

پی عاشقو نین آگر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھیر ہالے

غیر ونگی تو نے اکثر معجون تو ہے کھالی
گر دیکھنی ہے تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
سرخی ذرا بھی تیری آنکھون تلک آئی
اچھلین دوال پا کھے اور پھاندین چار پائی

پی عاشقون مین آگر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھیر ہالے

گھولے ہے پوست تیرے خاطر رقیب بھڑوا
دیکھیگا جب تو لے گا تیرا اتار کھڑوا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ چور ھڑدا
گر سیر دیکھنی ہے تو کرکے دل کو کڑوا

پی عاشقو نین آگر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھیر ہالے

کھا کر افیم ظالم مست ہو جیو افیمی
کیون بیٹھتا بنا ہے اے گلعذار سیمی
تن سوکھ کر کھجا وے آواز ہو گی دھیمی
عاشق تو اب سیکھے من مست ہین قدیمی

صدق سے لے نام پہلے لعل اور شہباز کا اور نشہ کی جھانجھ میں جو ہاتھ لگجاوے سو کھا	مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا بازہاتھ اور اُٹھا بھنگیاں در باغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
جسنے اس دنیا میں آکر ایک دن بھی پی بھنگ گر تجھے کچھ دیکھنے ہیں زندگی کے رنگ ڈھنگ	اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب و رنگ تو منگا بیری کو اور سب دوستوں کو لیکے سنگ
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
کل مجھے دریا پر خواجہ خضر جو مل گئے کم خوراک اور ناتوانی کی گلی میں جب گئے	سبز پیراہن گلے میں ہاتھ میں عصا لیے تب تو وہ منھ دیکھ میرا ہنسکے یوں کہنے لگے
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
پھر کہا میں نے کہ یوں اے میرے ہادی رہنما جی بھی رہتا ہے اداس اور دل بھی رہتا ہے خفا	میں نے کچھ دیکھا نہیں دنیا میں آنے کا مزا سوچ سوچ آخر انھوں نے پھر یہی مجھ سے کہا
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل	
مرشد و مولا سے پوچھا میں نے اے پیر زمن	میری کچھ لگتی نہیں اللہ دے کی لگن

ہر رنگ میں ہر ڈھنگ میں ہر سنگ میں پہچان
ہر حال میں ہر اک مقامات میں ہر رنگ میں پہچان
ہر دم میں اور ہر سینہ میں اور ہر فنگ میں پہچان
ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر سنگ میں پہچان
ہر عزم ارادہ میں ہر آہنگ میں پہچان
ہر علم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان
پھل پات کہیں شاخ کہیں پھول کہیں بیل

تھے اپنے گلے میں تو سبھی من کے پڑے ہار	اور یار کی گبھرو بھی تھوا کے ہونگی مقدار
آنکھوں میں نشے کے اُبلتے تھے دھواں دھار	جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار
سبکے تو بسنتیں ہیں یہ یارون کا بسنتا	
پگڑی میں رہی تھے جو گیندوں کے کئی بیڑ	ہر جھونک میں لگتی تھی بسنتونکی نیٹ اڑ
ساقی ذرا بھی ٹیکے سے دیا متھ کے تئیں بھیڑ	ہر بات میں ہوتی تھی اسی بات کی آ چھیڑ
سبکے تو بسنتیں ہیں یہ یارون کا بسنتا	
پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا	دھولنے کے برابر وہ لگا باجنے مٹکا
دل کھیت میں سرسوں کے ہر اک پھول کو اٹکا	ہر بات میں ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا
سبکے تو بسنتیں ہیں یہ یارونکا بسنتا	
جب کھیت سے سرسوں کو دیا جا کے قدم گاڑ	سب کھیت اُٹھا سر کے اُپر رکھ لیا جھجھاڑ
محبوب رنگیلوں کے بھی اک ساتھ لگی جھاڑ	ہر جھاڑ سے سرسوں کے بھی کہتی تھی ابھی جھاڑ
سبکے تو بسنتیں ہیں یہ یارونکا بسنتا	
خوش بیٹھے ہیں سب شاہ و وزیر آج اہا ہا	دل شاد ہیں ادنے و فقیر آج اہا ہا
بلبل کی نکلتی ہے صفیر آج آہا ہا	کہتا یہی پھرتا ہے نظیر آج اہا ہا
سبکے تو بسنتیں ہیں یہ یارون کا بسنتا	

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان	ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
[illegible]

مالا کوئی جپتا ہے کوئی شوق میں سمرن نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے ابرن جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن	چھوڑے ہے کوئی مال سمیٹے ہے کوئی دھن لوٹے ہے کوئی خاک میں رو رو کے ملا تن جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں سب فن

ہر آن ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

سردی کہیں گرمی کہیں جاڑا کہیں برسات حوریں کہیں غلمان کہیں پریاں کہیں جنات سختی کہیں راحت کہیں گردش کہیں سکنات تارے کہیں سورج کہیں بہار کہیں ذرات	دوزخ کہیں بیکنٹھ کہیں ارض و سموات اوجڑ کہیں بستی کہیں جنگل کہیں دیوات شادی کہیں ماتم کہیں نور اور کہیں ظلمات جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں طلسمات

ہر آن ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

بیچے ہے جو ہر کوئی زر و سیم طلا رانگ دیتا ہے کوئی ہاتھ سے لیتا ہے کوئی مانگ ٹھہرے ہے کوئی چور لگاتا ہے کوئی تھانگ گھنٹا ہے کہیں جھانجھ کہیں سنکھ کہیں بانگ	مارے ہے کوئی یار سے کہہ بندا ہے کوئی ہر گانگ مخلج کوئی قوت کار کھتا ہے کوئی دانگ بلتا ہے کوئی پوست کو چھانٹی ہے کوئی بھانگ جب غور سے دیکھا تو اسی میں یہ سب سوانگ

ہر آن ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

کیا ... ہے اندر ہی اندر
[illegible]

چاندنی رات کا بیان

[illegible]

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

دونون دو نین ہار پہ تھا دونون گلو نین ہات ہے سینے مین آسمان کے تیر حسد کے پار تھے	وصل سے بیقرار تھے عیش کے کاروبار تھے ایک پلک مین ناگمان سب وہ مزے ہزار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک جام کے لب سے ہر گھڑی نکلے تھے چھلک چھلک عیش و طرب کی لذتین ہونے لگین جو یک بیک	چہک رہی تھین بلبلین باغ رہا تھا سب مہک یار تھا غلطین غنچہ لب سون کی سو لپک لپک ایسے مزے مین عیش مین آہ کہین سے دی ہنک

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

ایک طرف وہ تو رہین ماہ رہا تھا جگمگا دونون دو نین لذتین دونون جنون عشق تھا ہونٹون سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ ملوا	ایک طرف وہ شوخ تہ تیری بغل مین تھا پڑا مے کی گلابی ہاتھ مین آنکھون مین چھا رہا نشا اتنے مین آہ یک بیک کیا ہی غضب ہو گیا

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

واہ ہو رہین تھین رات کیا چاندنی کی اجالیان شوخ بغل مین ناز سے کھولے تھا زلفین کالیان ہم بھی نشہ مین مست تھے ساقی کی پیکے پیالیان	جھوم رہی تھین باغ مین سنبل و گل کی ڈالیان خوش ہو گلے لپٹ لپٹ ہاتھا مٹھی لیان طلبے فلک نے اسمین لیے آفتین لا ڈالیان

بیان عالم بہار

چلتی مقیش کی پیالیان پہ سنہ کی لالیان | اسمین فلک نے ڈرکر سب وہ ہوائین کھالیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمی سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہوگئی

ابر ہوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے
غوک پپیہے مور تھے جھینگر ونکے بھی شور تھے
باغ سے تا باغبان جتنے تھے شور بور تھے

بھیگ رہا تھا سب یہ چمن منہ کی جھڑ لگے رور تھے
بادہ کشی کے دو تھے عیش و طرب کے جو تھے
آپڑے اسمین ناگہان جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمی سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہوگئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا
برسی تھا منہ بھی جھوم جھوم چھا جوا منڈ منڈ بڑا
ہم بھی ہوا کی لہر مین پیتے تھے بڑھا بڑھا

بجلی کی چمکنا ہمین عدر ہا تھا گر ڈگر ڈا
جھوکے ہوا کے چار سے یار بغل مین لوٹتا
دیکھ ہمین اس عیش کے سینہ فلک کا پھٹگیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھگیا سب وہ بہار ہوگئی

روز مزودن سے رات کو برسی تھا منہ جھمک جھمک
جام سے رنگ چھلک چھلک شیشہ سے بہک بہک
ہم بھی نشو ںمین خوب چھک تو تے تھے بہک بہک
ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمی سحر ہوئی

بوندین ٹپ ٹپک ٹپک پانی پڑے تھے پک پک
یار بغل مین باتمک عیش و طرب تھے بیدھڑک
کیا ہی سمان تھا عیش کا اتنے مین آہ یک بیک
پہلو سے یار اُٹھگیا سب وہ بہار ہوگئی

معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ

یوں تو سب ہین خانزادان مصطفیٰ کے دوستدار
اور علی یعنی برہان دودل کے ہین نثار
بہ نینین دلشاد ہوے ماجرا تفصیل وار
ہین تو عباس علی کرار غازی نامدار
اونکا مین اک معجزہ لکھتا ہون باعز و وقار

کیا ہی مزے تھے رات کو یار دین ہنسے کیا کون شوخ بغل مین ذو فنون عیش و طرب و فن و فن یار کی بازو اور فسون آئے بھی عشق اور جنون اسمین رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ یون	صحن چمن ارم نمون ڈالیاں جھومین سرنگون مے کے بھی آگئے جو شیشے چہرے نشہ نہیں لاگون جام بکاری منھ لگون عیش پکار ہو مزلون پچھلے ہی پہر سے نکلے مرغ بولا ہی گئے گلگون

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

لوٹین ہین کیا ہی چینے واہ واہ رات مزے بہار کے کاکل مشکبار کے طرۂ آبدار کے باہین گلے مین یار کے بوس و کنار پیار کے بھاگا رقیب یار کے ہاتھو نہ ہاتھ مار کے	انکھڑیوں سرمہ دار کے لعل مسی نگار کے مے کے نشون کے تار کے پھولونکے شاخسار کے ہاتھو نمین گجرے تار کے پچھے گلو نمین ہار کے کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی نشے رسا رسا شوخ بغل مین چاند سا دیتا تھا وہ ہنس ہنسا جامہ بدنین جس جسا پھول ہوا تھا بس بسا اسمین رقیب گرگ سا گرنے سحر کا وسوسا صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی	پیتے تھے دی بسا بسا پھولین مین ہم بسا بسا زلفونمین اسکی دل پھنسا آن ادا مین جی جی پھنسا بندونمین یار رسمالی تھی جاتی کسمسا لاکے نقارہ یا ڈھول ڈھون ڈھون بجا کسی کا سا ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

عود سوز دینہیں اگر لاکر گراتا دمبدم	اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا انکا کاروبار	
لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر اتنک نہ تھی	جب سنا اُسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی	اور کہا اے بیحیا بدبخت موذی مدعی
ذات سے کیا تو نکالیگا مجھے اے نابکار	
اُسکے دل میں تو شہید کربلا کا جوش تھا	تعزیہ پڑھیاں تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا	نے طمانچوں کا اُسے نے جھڑکیوں کا ہوش تھا
اٹھ گیا تھا اُسکے دل سے ننگ و عار	
باپ نے تو دینہیں اُسے اسیر کیا رنج عتاب	رات کو پھر تعزیہ خانے میں جا پہنچا شتاب
پھر پکڑ لایا اُسے جاکر بعید حال خراب	الغرض سو سو طرح اُس پر کیے رنج و عتاب
اُسنے پر جانا یہ چھوڑا اُس مکان کا زینہار	
اپنا بیگانہ اُسے جاکر بہت سمجھاتا تھا	پر کسی کا کب کہا خاطر میں اُسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا	تعزیہ خانے کی جانب یوں وہ دوڑا جاتا تھا
جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار	
جب تو سب نے تنگ ہوکر مصلحت ٹھانی بہم	جس سے کرتا ہے یہ ماتم اور اٹھاتا ہے الم
کیوں نہ اب اُس دم ہی ہاتھ اُسکا کر ڈالو قلم	کہکے یہ آخر کو سب لے ہے قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار	

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمین ہوش سا کچھ آگیا
ہو تصدق اور وہین پانْوں کے اوپر گر پڑا

اور کہا ور و مرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا
یہ تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے ملا

سچ بتاؤ کون ہو تم سے امیر نامدار

باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا
ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدی و جفا

مجھ سے بیکس پر جو تمنے کی یہ کچھ لطف و عطا
اب خدا کے واسطے جلدی سے اے بحر سخا

اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل دار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہین اے عزیز
بندۂ درگاہ رب العالمین ہین اے عزیز

خاکسار و عاجز و اندوہگین ہین اے عزیز
جنکا تو کرتا ہے ماتم وہ ہمین ہین اے عزیز

آفرین صد آفرین اے پاک مومن دیندار

یہ ہمارا ہے نشان اے پاک طینت متقی
نام کو پوچھے تو ہیگا نام عباس علی

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی
جو ہمین چاہے ہمارا بھی ہے چاہنے جی

جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی یہ بات کے اکبارہ لڑکا غریب
ہو گیا شاد اور وہین سر رکھکے قدمونکے قریب

یون لگا کہنے بڑی قسمت ہے بڑے میرے نصیب
مین کہان عاجز کہان اُس قدر کے خاص حبیب

مین تصدق ہون تمھارا یا شہ والا تبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو
مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو

تمنے جو کچھ مجھ سے کی چارہ سازی کس سے ہو
یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو

منقبت ورزبان امیر المومنین حضرت عباس

کربلا کے پاس تو پہنچا جسگھڑی وہ ماہتاب اک ہرادوست آتا ہی چلا جون موج آب	اُن شریفون کو ہوا حکم شہ عالیجناب کرکے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ شتاب
اُسکی لازم ہے تمھین دلداری کرنی ہشیار	
کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو کرزیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو	لے گئے اسپ و شتر آرایش و اجلال کو سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو
شہر مین لائے بصد اکرام و عز و افتخار	
کام کیا کیا کچھ ہوے ہے اُس خدا کی راہ کے اُسنے کٹوایا تو ہاتھ اب اُنکے ماتم کے لیے	پھر خدا نے بھی انھین یہ دست قدرت کے دیے کیون نہ پھر ان سے ملانے وہ تو منصف ہین بڑے
سیکھ جاوے اُنسے تصفت آکے ہر نصفت شعار	
جب ہوے روضہ مین داخل وہ محبان علی وان اُنھون نے کچھ مکان ہونے کی تجویز کی	کرزیارت اور تصدق ہوکے دل سے ہر گھڑی لڑکا ہوتا پھر ہے تھا ہاتھ مین لیکر چھری
کی عمارت آخرش رنگین منقش زرنگار	
دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یارو دیکھیو کیا محبت کے چمن کی ہے یہ خوشبو دیکھیو	اور محب پاک کہلایا ک اُسکو دیکھیو کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے محبو دیکھیو
اُنکی اُلفت کا نہال آخر یہ لایا برگ و بار	
یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر جان و دل سے اب تمھارے نام کا ہو کر فقیر	سب کے تم مشکلکشا ہو کیا غریب و کیا امیر یہ غلام و سیہ ب جسکو کہتے ہین نظیر

اُلٹ ڈالا ہے اک حملے سے خیبر
خواص اشیا کا پھیرے گر وہ سرور
تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علی کو مصطفیٰ نے جی کہا ہے
علی کو جسمک جسمی کہا ہے
علی کو لحمک لحمی کہا ہے
علی کو روحک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہے نبی سے
نبی کو راہ دل مین ہے علی سے
وہ دونوں ایک تن اور ایک جی ہے
کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفیٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہے
برابر مصطفیٰ کے مانتا ہے
جو ان مین کچھ تفاوت جانتا ہے
وہ اپنے خاک سر پر چھانتا ہے
لگائی اُسنے دوزخ کی مگر تاک

علی کی دوستی مین جو مرے گا
اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علی کے بغض مین جو جان دیگا
وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک

جسے وصف علی کچھ سالتا ہے
اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہے
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہے
گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

ستور نہ مشہور نہ گمنام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مختار بنے خسروی جو کرتے ہین سدا کام
جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام
یا جبر سے مجبور بنے رکھتے ہین کئی دام
اک آن مین اڑ جائیگا سب جبر کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب ولیمین سے بڑے اپنے جو کہلاتے ہین اغیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار
سو مکر و دغا کرتے ہین اک ان مین تیار
اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات عبادات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات
یا عمر کو کھوتے ہین جو رندی و خرابات
پھر صاف ہے دونون کی گنہگاری و طاعات

نہ رند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جھگڑا نہ کرو ملت و مذہب کا کوئی یان
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن
جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہو ہر آن
عاشق تو قلندر ہے نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

پایا راج یعنی جو کر دنیا میں راج پایا

دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

جب آئی قضا کی سر پر پڑی تباہی

پھری دوہائی اپنی سے ماہ تا بہ ماہی

دوان حسن یان عشق کا ہنگام رہیگا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا
محبوب بنا جسنے تمھیں حسن دیا ہے ملتا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے	اُسنے ہی ہمیں عاشق جانباز کیا ہے سب ناز و نیاز آہ یہ اکرم کی ہوا ہے
پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	
ملنے سے ہمارے جو تمھیں آتا ہے الزام پھر حسن کہاں اپنے رکھو کام سے تم کام	آنے دو یہ تم ہمسے ملے جاؤ سحر شام جھک مارتے ہیں وہ جو تمھیں کرتے ہیں بدنام
طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا	
یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی	آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی کچھ باقی نظر اب نہیں سب چیز ہے فانی
خمسہ نہ غزل فرد نہ ابہام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا	

ولہ

گر شاہ سر پہ رکھ کر افسر ہوا تو پھر کیا ماہی علم مراتب پرزر ہوا تو پھر کیا	اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا	

[illegible]

جاگیر مین کسی نے زرریز ملک پایا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا
گر بند و بست اپنا نظم و نسق بٹھایا
اکدم مین حکم و حاصل سب ہوگیا پرایا
ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا
یہ خیمہ شامیانہ ہے شہنواز خان کا
سر بھی کہین نہ پایا پھر سرفراز خان کا
سردار میر بخشی بڑھکر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھکے نکلے یا خاص گھوڑے اوپر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر
یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پر
جب عمر کی کچہری جھانکی قضا نے آکر
جوڑے حساب لاکھوں چہرے لکھے سراسر
پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر
منشی وکیل دیوان مرمر ہوا تو پھر کیا

یا لے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی
اعلام نے قضا کا جب آ فنا پکاری
محضر قبالے لکھے قضیئے چکائی شرعی
پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا البید درہ دربر ہوا تو پھر کیا

کوتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو سفر ر
آیا قضا کا مردھا جسدم چھری اٹھا کر
فاسق ڈرین ہزاردن اور چور کانپے تھرتھر
کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا	پوتھی بغل مین دابی زنار کو سنبھالا
پوجا کتھا بھجائی گیتا سبد نکالا	کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا
دیر و پُران پڑھکر مصر ہوا تو پھر کیا	
یا پی کے مے کسی نے کی عیش کا سیا پی	لوٹا نشے مین ہر جا کر دل سے بے حجابی
جسدم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی	پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی
الکدم لبون پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا	
حسن و جمال پاکر یا خوبرو کہایا	یا عشق مین کسی کے جی جان کو گھٹایا
آکر پڑا سرون پہ جسدم اجل کا سایا	دونون مین پھر کسیکو ڈھونڈھا کہین نہ پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا	
یا ہو کے پیرزادہ کرنے لگے فقیری	اکثر مرید کتنے کی ان کی دستگیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری	سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین پیری میری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا	
یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نویلے	یا خود منڈے کہا کر سو روپے نگ ڈھیلے
میلے کیے ہزارون مونڈے فقیر چیلے	جب آ قضا پکاری جا سو رہے اکیلے
تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا	
جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا	یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
ترسول لے قضا کا جب وقت سر پر آیا	نے بالکے کو تھا نہ بانے آپ کو بچایا
نانک کبیر پنتھی بھرتھر ہوا تو پھر کیا	

دل تو نہ دیجے کبھی خوبان کی میان چاہ ہ — اور دیجے تو ہو لیجے سب خبر سے آگاہ
دونا مجھے رہ رہکے یہی آتا ہے واللہ — کوئی نہین کرتا جو کیا تونے نظیر آہ

دل اُس کو دیا جسکے نہین نام سے واقف

ولہ

سب ہین ب تو یاس اُس شوخ کی تمام سحر تی — جبین پر موتی اور سر مین ہین تی انگ پر موتی
ادھر جگنون اُدھر کچھ بالیو نمین جلوہ گر موتی — بھری ہین اُس پر یمین اب تو بارہ و بر سر موتی

گلے مین کا نمین ہتھ مین جدھر دیکھو اُدھر موتی

کوئی اس چاند سے ماتھے کو ٹیکے مین اُچھلتا ہے — کوئی بندو نسے ملکر کانکے تر بو نمین ملتا ہے

یہ کچھ لذت ہے جب پنا چھدالے ہین جگر موتی

کبھی وہ ناز مین ہنسکر جو کچھ باتین بناتی ہے — تو اک اک بات مین موتی کو پانیمین بہاتی ہے
ادا اُو ناز مین جنجل عجب عالم دکھاتی ہے — وہ سمرن موتیونکی انگلیو نمین جب پھراتی ہے

تو صدقے اُسکے ہوتے ہین پڑے ہر پور پر موتی

غلط ہو اس لب رنگین کو برگ گل سے کیا نسبت — کہ جنسے ہے عقیق اور پنے اور یاقوت کو حسرت
اداہٹ کچھ مسی کی اور اُسپر پانکی رنگت — وہ ہنستے ہین تو کھلتا ہے جواہر خانہ قدرت

اودھر لعل اور اُدھر نیلم اُدھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال بال آ ہے مین وہ موتی پروتی ہے — نزاکت سے عرقکی بوند بھی مکھڑیکو دھوتی ہے
بدن بھی موتی اور پیر ہانو نسے بنی بھی موتی ہے — سر اپا موتیونکا پھر تو اک کھا دہ موتی ہے

اکہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

بہار دیکھی جو اُس صنم کی تو وصف اُسکا کہوں میں کیا لا
وہ چاند چنچل وہ نظر بند وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا
پری بھی دیکھے تو شرمگیں ہو وہ حسن خوبی بھری سراپا
ادا وہ بانکی عجب طرح کی وہ ترچھی چتون بھی کچھ تماشا
بھویں وہ جیسی کھنچی کمانیں پلک سنان کش نگاہ بھالا

عجب روش کا وہ شوخ گل رو کہوں میں کیا کیا کچھ اُسکی خوبی
کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا دلبر کہوں کہاں تک صفت میں اسکی
ہوا فدا میں دل اور جان سے وہ طرز اسکے جو جب دیکھے
وہ آنکھیں مست اور گلابی اسکی کہ انکو دیکھے تو دیکھتی ہی
مے محبت کا اُسکی دل کو ہوا کیا ہی گہر نشہ دوبالا

وہ شوخ چنچل کچھ ایسے ڈھب کا کہ اسکا مکھڑا جو کوئی دیکھے
لگاوٹیں بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی نمط کے
پھرے دیوانہ سا ہر طرف وہ اُسی کی چاہ میں تن کھو دے
لبوں پہ سرخی وہ پان کی کچھ کہ لعل بھی منفعل ہو جس سے
وہ آن ہنسنے کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم ہی کچھ نرالا

وہ طرفہ دلبر وہ مہ منظر وہ نسترن بر جو میں نے دیکھا
ہوا میں صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر اک ادا کا
بجز اہا ہا کچھ اور ہرگز نہ حرف میری زباں سے نکلا
وہ جامہ زیبی وہ دلفریبی وہ سج دھج اُسکی وہ قد زیبا
کہ دیکھ جسپر فدا ہوں دل سے وہ جنکو کہتے ہیں سرو بالا

خوشی سے آ دل میں ہوا بہت ہی میں اُس پری رو کو دیکھ کر کے
جو شوخیاں میں نے اُس میں پائیں کہاں تک اُنکا بیاں ہو مجھسے
نثار اُسپر ہوا میں کیا کیا جب اُسکی انداز و ناز دیکھے
انگڑائی ہی اُس نے جسدم جھٹک لیا جب تو دل کو میرے
ادا و آن نے ادھر ڈبو جا پلک لے اِدھر اُچھالا

جب اُس پری رو کی باتوں آ کر یہ شکل دل کی میرے لگی ٹھہری
ہوئی اذیت جو مجھ پہ اُسدم وہ میں ہی جانوں کسے خبر تھی
رہا میں تنہا بس کہوں میں کس سے جو مجھپہ اُسوقت گذری
جو لے لیا دل کو میرے یارو تو اُسنے لی راہ اپنے گھر کی
پڑا تڑپتا میں رنگ پیادہ زباں پہ آہ اور لبوں پہ نالا

جو لیہ گنزی ہو ئے تجھ بن یہان نہین ہے کچھ اسکا آسان
جو تجکو دیکھے تو ہو تسلی جو تجھ سے بولے تو دل ہو خوش ہان
یہی تمنا ہے جمین رہتی کہ تو پھر آوے کوئی گھڑی یان
کبھی تو ہنسکر شتاب آجا نظیر کی بھی طرف ٹک اے جان
بنا کے سج دھج پھر اکے دامن لگا کے ٹھوکر ہلا کے بالا

قصہ ہنس

دنیا کی جو الفت کا ہوا اس کو سہارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
اور اسنے خوشی کو مری خاطر مین اُتارا
آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا
اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اسکا گذارا

جنڈول اگن ابلقے چھپان نبجے تھیر
طوطے بھی کسی طرح کے ٹوئیان کوئی لبر
مینا و بئے گلگلے بگلے بھی سمنسبر
رہتے تھے بہت جانور اُس پیڑ کے اوپر
اُسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

بلبل نے کیا اسکی محبت مین خوش آہنگ
کھنجن مین کلنگو نین بھی چاہت کی مچی جنگ
اور کوکلے کوئل نے بھی الفت کو لیا سنگ
دیکھا جو طیور و نے اُسے حسن مین خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہو نمین پیارا

سیمرغ بھی عسول سے ہوئے ملنے کی تائق
سارس بھی حواصل بھی ہوئے اُسکے موافق
گرھ نیکھ بھی نیکھو نکے ہوئے جلنے کے لائق
بازو لگر و جرہ و شاہین ہوئے عاشق
شکردن نے بھی شکرے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبزک بڑنکے و کچھ ٹنٹن و بڑہ سے
نیڈ حی سے لگا بوٹڑ و قمری ہو ہرے

برسات کی بہاریں

آنکھیں ہوئیں اُنکوں سے پرندوں کی گہر بار
اسمیں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اُنیا ہوا پر وہیں اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ
منہ پھیر کے ادہر وطن کی جو ہیں الی راہ
دیکھا جو اُسے جاتے ہوے واں سے تو کراہ
سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہوا خواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی اُن سب کو رفاقت ہوئی مطلب
جب واں سے چلا وہ تو ہوئی بیبسی غالب
کلفت بھی جو فرقت کی وہ سب ہوئی غالب
دو کوس اُڑے ہی تھے جو ہوئی ماندگی غالب
پھر پر میں کسی کے نہ رہا قوت و یارا

پر اُنکے ہوے پر جو ہیں دوری کی بڑی اوس
رو لے کہ رفاقت کی کریں کیونکہ قدمبوس
تھک تھک کے لگے کرنے تو کرنے لگے افسوس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اُڑا کوس
کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس ہیں ہارا

کچھ بن سکے اُنسے رفیقی کے جو واں کار
اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہو وے نہ اظہار
جب یکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں ہار
کوئی یاں رہا کوئی واں رہا کوئی ہو گیا ناچار
کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب میں کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
سمجھے تھے بہت لیں وہ اُلفت کو بڑی شے
جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے
چیلیں ہیں کہ گرے اور باز بھی تھک کے
اُس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارا

سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا ماہی	یہ رنگ کون رنگتے تیرے سوا الٰہی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا رکھے ہے یا رب سامان تیری قدرت	بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت	تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کویل کی کوک میں بھی تیرا ہی نام ہیگا	اور مور کی زٹل میں تیرا پیام ہیگا
یہ رنگ سو بڑ یکا جو صبح و شام ہیگا	یہ اور کا نہیں ہے تیرا ہی کام ہے گا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھولوں کی سیج اوپر سوتے ہیں کتنے بن بن	سو ہیں گلابی جوڑے پھولوں کے ہار ابرن
کتنوں کے گھر ہے کھانا سونا لگے ہے آنگن	کونے میں پڑ رہی ہیں سر منہ لپیٹ سوگن

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بولیں ہیں بٹیریں قمری پکارے کو کو	پی پی کرے پپیہا بگلے پکاریں تو تو
کیا ہدہدوں کی حق حق کیا فاختوں کی ہو ہو	سب رٹ رہے ہیں تجھکو کیا پنکھ کیا پکھیرو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو مست ہیں ادھر کر شور ناچتے ہیں	پیارے کا نام لیکر کیا زور ناچتے ہیں
بادل ہوا سے گر گر گھنگھور ناچتے ہیں	مینڈک اچھل رہے ہیں اور مور ناچتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اونچا مکان جسکا پکی گچ کا سو آیا
اوپر کا کھمن ٹپک کر جب پانی بیچ آیا
اُس نے تو اپنے گھر مین سب غل شور مچایا
مفلس پکارتے ہین جاتے ہمارا چھایا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو بھنگ پی پی گہرے بھگو رہے ہین کتنے بڑہ کے مارے سُدھ اپنی کھو رہے ہین	باہین گلو مین ڈالے جھوبو مین سو رہے ہین جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
بیٹھے ہین کتنے خوش ہو اونچے چھوا کے بنگلے کتنے پھرے ہین ہر خوبان کو اپنے سنگ لے	پیتے ہین مے کے پیالے اور دیکھتے ہین جنگلے سب شاد ہو رہے ہین عمدہ غریب کنگلے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
کتنو نکو محلون اندر ہے عیش کا نظارہ کرتا ہے سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا	یا سائبان ستھرا یا بانس کا اُسارا مفلس بھی کر رہا ہے پولے تلے گذارا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہے در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہے	دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے مفلس سو جھوپڑے مین دلشاد ہو رہا ہے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
مدت سے ہو رہا ہے جنکا مکان پرانا کوئی پکارتا ہو ٹک موری کھول آنا	اٹکے ہو اُنکو منھ مین ہر آن چھت سے جانا کوئی کہے ہے چل بھی کیون ہو گیا دوانا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
کوئی پکارتا ہے لو یہ مکان ٹپکا چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا ندان ٹپکا	گرتی ہے چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا باقی تھا اک اُسارا سو وہ بھی آن ٹپکا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جتنوں کو ہو رہی ہے اس عیش کی نشانی
سوتی ہے ساتھ جسکے کہتی ہے وہ سیانی
اس وقت تم نہ جاو اے میرے یار جانی
دیکھو تو کس مزے سے برسے ہے آج پانی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہیں
مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہیں
ہوتا ہے ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہیں
پڑتا ہے مینہ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہیں جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی
وہ اس ہوا میں خاصی اوڑھے پھرے ہیں لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہے کھوئی
ہے انکے سر پہ سرکی یا بورئیے کی کھوئی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے پھرے ہیں اوڑھے پانی میں سرخ پٹو
جو دیکھ سرخ بدلی ہوتی ہے آنیہ لٹو
کتنوں کی گاڑی رتھ ہیں کتنوں کے گھوڑے ٹٹو
جس پاس کچھ نہیں ہے وہ ہم سا ہے نکھٹو
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو اس ہوا میں یارو دولت میں کچھ بڑے ہیں
ہیں انکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہیں
ہمسے غریب غربا کیچڑ میں گر پڑے ہیں
ہاتھوں میں جوتیاں ہیں اور پائنچے چڑھے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے جن کنے مہیا پکا پکایا کھانا
انکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑیوں کا خط اڑانا
ہے جنکو اپنے گھر میں یا نون کا تیل لانا
ہے سر پہ انکے پنکھا یا چھاج ہے پرانا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سنکے تو اور دنگی بولی پہ بھیگتے ہیں
سنگے پر اور فنی بولی پر بھیگتے ہیں
اور کچھ گیسوں کی ڈوری پر بھیگتے ہیں
سنگھوٹا الفتوں کی ڈوری پر بھیگتے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
یارو کبھی برسے اور کالی رات بھیگتی ہیں
مجھ کو بھی ضرور ہی ہے دن رات بھیگتی ہیں
سوتے ہیں تو اب کی ساری برسات بھیگتی ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

دلبر پری ہے بیٹھی چھمکا کے جو بکڑی رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی		زردار کی تو آئین ہے بچھ رہی پلنگڑی مفلس کو ٹوٹی پھوٹی ٹاٹ کی جھلنگڑی
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں		
پردے میں دوستوں سے پیغام کر رہی ہے چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہے		جو بیکسی ہے گھر میں آرام کر رہی ہے جھونں لگا کے ٹون ہے سو دام کر رہی ہے
کیا کیا مچی ہے یارو برسات کی بہاریں		
اس مینھ سے نہ جاؤ پیاری ہمارے بر سے ہاتھوں سے میرے جانی کھالے یہ دو ادھر سے		کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں		
زردوزی ٹاٹ بافی جوتا کہو بنا دوں چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دوں		کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لا دوں بیڑا جلیبی لڈو جو کھاؤ سو منگا دوں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں		
کہتے ہیں انکو عاشق یوں پیار کے ملالے چھاتی ہیں تو پیارے تک پیٹھ ہی ملالے		جن دلبروں کے تن پر ہیں گرمی دانے ٹولے کیا مینھ برس رہا ہے پیارے ذرا نہالے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں		
شہر و دیار کوچہ و بازار بھیگتے ہیں عاشق ہمارے ہیں دلدار بھیگتے ہیں		اس رت میں ہیں جہانتک گلزار بھیگتے ہیں صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں		

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

[illegible]

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

شیشہ کہین گلابی بوتل جھمک رہی ہے چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک رہی ہے	رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہے پائے کھٹک رہے ہین ٹپی چٹک رہی ہے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
کوئی پکارتی ہے کیا کیا مجھے بھگویا ناحق قرار کرکے چھوٹا مجھے بھگویا	کوئی پکارتی ہے کیسا مجھے بھگویا یون دور سے بلاکر اچھا مجھے بھگویا
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین تنگ جوڑے لے انکے بھیگے کپڑے ہاتھون مین ہر نچوڑے	وہ دیکھ انکی الفت ہوتے ہین تھوڑ تھوڑے جیرا کوئی سکھاوے جامہ کوئی نچوڑے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
کیچڑ سی ہو رہی ہے جس جا زمین پھسلتی پھسلا جو پاؤن پگڑی مشکل ہو پھر سنبھلنی	مشکل ہوئی ہو دان ہے ہر اک کو راہ چلنی جوتی گری تو اُسنے کیا تاب پھر نکلنی
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
کتنے تو کیچڑونکی دلدل مین پھنس رہے ہین کتنے اٹھے ہین مر مر کتنے اکس رہے ہین	کپڑے تمام گندے دلدلمین بس رہے ہین وہ دُکھ مین پھنس رہے ہین اور لوگ ہنس رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	
کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدا سے لیجو کوئی ہاتھ اٹھا پکارے مجھکو بھی ہا لیجو	کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہے وائے لیجو کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے لیجو
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین	

[illegible]

کوئی فصل بہار آئی ہو دھوموں سے زمین
اور غل مین پڑے بلبل و گل سرو سمن مین
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہین تن مین
کیا خاک اُڑانے کو چلین آہ چمن مین
نہ یار نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت مین کہین ایک تو آنا ہوا اُسکا
رہ رہ کے مجھے اب تو یہی حیف ہے آیا
اور آنے ہی قسمت نے مری اُسکو اُٹھایا
جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا
اللہ نے کیون جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہے پڑا کوچہ و در سے
دل دھڑکے ہے دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے
یارو یہ تجلی تو نہ ہو شمس و قمر سے
شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہے کہین گھر سے
ہے یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا

اُس شوخ سی صورت کو ترس رہتی ہین آنکھین
فرقت کا جو آزار سکہ ستم سہتی ہین آنکھین
دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہین آنکھین
لے لے کے بلائین مجھے یہ کہتی ہین آنکھین
صدقے ترے پھر ایک نظر مجھکو دکھا لا

جگر نے مری ہوش کو افلاک کے کھویا
نے ابر نہ شبنم نے ٹک آنکھون کو بھگویا
تلوون کے تئین خار بیابان نے پرویا
صحرا مین مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
گر پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤن کا چھالا

کل ہمنے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام
اِس دُنڈ کا بھلا کیون نہ اُسے دیجئے الزام
اور پی کے چلے ساتھ ستمگر کے کئی جام
اور دن کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام
ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کھینچی ہے محبت کی سو بوئے ہے ہمیشہ کھا دو کہی ہوئے وہی سوئے ہے ہمیشہ	اور اشک کے قطروں سے پروئے ہے ہمیشہ دن رات ترے کوچہ مین روئے ہے ہمیشہ
عاشق کی تو ہے منصب جاگیر کا نقشا	
ہے نقش مرے دل مین تری حسن کا ہر آن زنہار نہ بھولونگا تجھے مین ارے نادان	مرکر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان مین تو صف محشر مین بھی لونگا تجھے پہچان
رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا	
کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ یہ جا کر ناچار جب آ سر یہ ہوا وقت برا بر	دن رات تراشا کیا دلبر کی قایہ فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہا کر
شیرین کو دکھایا وہ جو ہے شیر کا نقشا	
لیلےٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار کیا جاہ کا اُسکے مین کہون آہ مین اسرار	پھر عمر رہا اُسی پھندے مین گرفتار یہ تربت مجنون تو نہین گھانس اُگی یار
لیلےٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا	
دن رات مرے قتل کو پھرتا ہے وہ گمراہ کیا فکر کرون کس سے کہون تو غم جانکاہ	اب جی مرا گھبراتا ہے اے میرے اللہ تدبیر تو کچھ بن نہین آتی ہے نظیر آہ
اب دیکھیے کیا ہوتا ہے تقدیر کا نقشا	
ولہ	
قائم ہے جسم گو کہ نہین کس غنیمت است	جیتے تو ہین اگرچہ نہین بس غنیمت است

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
وز شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

پیارے تمہارے در پر تو عاشق ہین نوجوان	اک ہم ہی بوڑھے سب ہین اور ہین نوجوان
وہ تو رہینگے ہم ہین کئی دن کے میہمان	بس سب کو چھوڑ ہم سے تو کسلیئے کہ جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
وز شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

جو ہین جوان اُنھونکے تو الفت ہین کار و بار	ہم تو بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہین قرار
ملتے ہین دل لگا کر ہین پھر ہین خوار و زار	جو ہم سے ہو سکے وہ غنیمت ہے ہیر یار

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
وز شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

دانتوں کا گرچہ منہ مین ہمارے نہین نشان	بوسے پہ آن کر اڑتے ہین تو بھی ہر ایک آن
ان شوخیونکا وقت ہمارے بھلا کہان	پر دل مین اپنے ہم بھی یہ کہتے ہین میری جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
وز شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

جنکو خدا نے دی ہو جوانی کی دستگاہ	وہ تو ہمیشہ دل کو لگاوینگے نسے آہ
اور ہم کہان پھر آوینگے کرنے تمہاری چاہ	بس تم اب اپنے دل مین انہی کی کرو نگاہ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
وز شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہے اور ہین سفید بال	تو بھی نباہتے ہین محبت کی چال ڈھال

ولہ در صفت جوانی

کیا عشق کی رکھتی ہے ترنگ جوانی
کرتی ہے بہار رنگا رنگ جوانی

	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی	
پھر یہ جوانی کا جو آکر ہے چڑھا نور چھاتی سے لپٹتی ہے کوئی حسن کی مغرور		دیکھاتی ہیں پان بھی غرض اسکے تئیں گھور گو دیکھیں بڑی لوٹیے ہیں چنچل سی کوئی حور
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی	
گر رات کسی پاس رہے عیش میں غلطان گھبرا کے اٹھے جب تو گھر یاد ان پر ہر آن		اور والنے کسی اور کے ملنے کا ہو دھیان کہتی ہے ہمیں چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی	
گر رات کسی پاس رہے عیش میں غلطان کھانسے ہو کوئی ہنسکے کوئی بھرتی ہیں آہیں		اور والنے کسی اور کے ملنے کا ہو دھیان پڑتی ہیں ہر اک جا سے نگاہوں پہ نگاہیں
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی	
تنتے ہیں اگر اینٹھ کے چلنے میں عجب چال کھینچے ہیں کہیں بال کہیں نوچ لیا گال		جو پاؤں کہیں راہ کہیں سیف کہیں ڈھال چڑھ بیٹھے کہیں ہاتھ کہیں منھ کو دیا ڈال
	اس ڈھب کے مزے رکھتی ہو اور ڈھنگ جوانی عاشق کو دکھاتی ہو عجب رنگ جوانی	

عاشق جہان ہیں دولت و اقبال کیا کرے
ملک و مکان گنج و زر و مال کیا کرے

ولہ

جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے
بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

پالا ہے جن سواروں نے یاں فرکو آشکار
گھتے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو پھلانگ مار کے ہو چرخ پر سوار
جسکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار
وہ فیل و اسپ زرد و سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

جنکو ہوس ہے قاقم و دیبا سمور کی
پھر دیکھی ہے اُنھوں نے جھلک کوہ طور کی
عریانی کی بھی جسنے قبا تن سے دور کی
پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی
پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

پھرتے ہیں وہ جو خلق میں گیسو بڑھا بڑھا
ڈاڑھی بھی کھ مار ہو جو کی ہو سر بھی جھک رہا
اور وہ جو منڈ گیا ہو لگا سر سے تا بپا
ایک ایک بال جال ہو لٹکا ہوا ہیرا
وہ آل بال جال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

زینکا ڈھیر ہے انکو جو کہتے ہیں تمیں جان
محتاج پھرتے ہیں ترستے ہیں ہر زبان
اور وہ جو مر گئے تو اُنھیں موت پھر کہان
اور جنکے ہاتھ کان جواہر لگی میان

...ی آندھی نے گلشن کر دیا یارو مرے گھر کو ...راحی کی خبر لی اور سبھالا جا کے ساغر کو	بچھایا شاد ہو ہم نے پلنگ جھاڑ بستر کو اٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی دلبر کو
	نشو نمین عیش کے کیا کیا دل سیر آندھی مین
...ین سا کھلا گیا یارو مرے کوٹھے کے زینے پر ...لگے پھر عیش و عشرت جب ہوا تو اس قرینے پر	ہوئی پنکھونکی مار امار گرمی کے پسینے پر کبھی بوسہ کبھی انگیا پہ ہاتھ اور گاہ سینے پر
	لگے لٹنے مزے کیسے شگفتہ سے اور ہرا آندھی مین
...یہ ٹھہرا جب تو پھر وان عیش کے بادل لگے گھرنے ...بسٹ کی ٹھہری اور بھی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے	جو ڈوبی حسرتین تھین دلمین سب اسدم لگین ترنے مزے عیش و طرب لذت لگی یون لوٹ کر گرنے
	کہ جیسے ٹوٹ کر میوہ نکے ہر دم ڈھیر آندھی مین
...اس آندھی مین آہا ہا عجب دیکھے مزے مارے ...رقیبونکی مین ابتدا ار ہی خرابی کیا کہون پیارے	فلک نے عیش و عشرت کے دکھائی دیکے تارے ملے کوٹھے سے کیسے بیٹھ اٹ گئے سب گرد کے مارے
	بھری تھتونمین انکے خاک ڈنس ڈنس سیر آندھی مین
...کسی نے بھاگ کر جلدی سے جا گھر کا لیا آنگن ...کسی کے چھن گئے کپڑے اچکونکی گئی وان بن	اڑا کوئی گڑھے مین اور کوئی بھاگا کہین دشمن کسی کی اڑ گئی پگڑی کسیکا پھٹ گیا دامن
	گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی مین
...یہ دن آندھی کے یارو تو سبکو ہوش کھوتے ہین ...مزا ہی جنکو ملتے ہین جنھین غم سے سو روتے ہین	جنھین ہے عیش وہ آندھی مین تی بی تی بی روتے ہین نظیر آندھی مین کہتے ہین کہ اکثر دیو ہوتے ہین

کیا کیا مرے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

خمسہ در بیان عید

یون لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ
کرتا ہے جسطرح کہ دل بیقرار آہ
ہمسے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ
ہم عید کے بھی دن رہے امیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر
کتنا ہی جستجو مین پھرے ہم ادھر ادھر
ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کہ بھر نظر
لیکن ملا نہ ہمسے وہ عیار فتنہ گر
پوشاک کی بھی ہمنے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل مین کہ عید کو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو
کیا کیا گلے لگاوینگے دلبر کو شاد ہو
تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو
اب دیکھین کیا کرے دل امیدوار آہ

اُس سنگدل کی ہمنے غرض جب سے چاہ کی
کچھ اب سے اسکی جور تعدی نہین نئی
دیکھا نہ اپنے دلکو کبھی ایکدم خوشی
ہر عید مین ہمین تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہمسے ہوا ہمکنار آہ

کیونکر لگین نہ دل مین مرے حسرتون کے تیر
اس دکھ کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر
دن عید کے بھی مجھسے ہوا وہ کنارہ گیر
جس عید مین کہ یار سے ملنا ہو نہ نظیر
اسکے اوپر تو حیف ہے اور صد ہزار آہ

[illegible]

اور وہ جو کہلاتے ہین دنیا مین خدا کے بندے	بندگی کرنے ہی کرنے وہ بھی خاص ہوے
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہین وہم سجدے	کہین ہین باطنی لوٹے ہین عبادت کے مزے
دوستو اُنکی عبادت سے کہو عشق اللہ	
اور وہ جن پہ ہین احوال دو عالم کے کھلے	جتنے دریا مین ہین اور روے ہوا پر اُڑنے
جاہین پتھر تئین لعل کرین نظروں سے	جاہین اکسیر کرین خاک کو ہر دم لے لے
اُنکی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ	
اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر	پنجتن پاک کا عالم مین کہاتا ہے نظیر
ریختہ فرد رباعی بھی بناتا ہے نظیر	کر سخن عشق کا پھر سبکو سناتا ہے نظیر
اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ	

بوڑھاپے کی تعریف مین

کیا قہر ہے یارو جسے آجاے بڑھاپا	اور عیش جوانی کے تئین کھاے بڑھاپا
عشرت کو ملا خاک مین غم لائے بڑھاپا	ہر کام کو ہر بات کو ترساے بڑھاپا
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بوڑھاپا	
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا	
جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر	چھاتی سے لپٹتے تھے محبت کے جتا کر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہاے یہ اندھیر	جو دوڑ کے ملتے تھے سو اب لیتے ہین منہ پھیر
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بڑھاپا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا

[illegible]

	سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا	
تو دان بھی گئی ساتھ ہی خواری گئی ہے لو دیکھو بڑھاپے میں شست ماری گئی ہے	ہنگمٹ کو ہماری اگر اسواری گئی ہے سنتے ہیں کہ کمتی ہوئی بھٹیاری گئی ہے	
	سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا	
اُڑا نہیں کبھی جاویں تو ہے یہ ستم آتا ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے آ آمرے دادا	ہے جھانوی تالی کا زنانوں میں یہ چرچا داڑھی کو جگت بولے کوئی آنجھ کو شکا	
	سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا	
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو کیوں خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو	دریا کے تماشے کو اگر جاویں تو یارو اور ہنسکے شرارت سے کوئی پوچھے ہی دھو	
	سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا	
جو ناچے ہی ذرہ نہیں ہیا نہیں لاتی پر ہم کو تو آگ کا فروہ اگر ٹھا ہے دکھاتی	گر باغ میں جاویں تو یہ حسرت ہے ستاتی اور ونکی طرف جاویں تو آنکھیں ہیں لڑاتی	
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا	سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہاے بڑھاپا	

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا
[illegible]

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا
[illegible]

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بڑھاپا
[illegible]

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا	
ہونٹھ جواب تو پلے یار وہیں ہمارے ہونے تھے جوانی میں تو پر یونکے گذارے	ان ہونٹوں نے بوسے لئے بڑے رنگ میں مارے اور اب تو چڑیل آکے بھی اک لات مارے
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا	
رنے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آ چاہ یہ قہر بڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ	اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آنکے دلخواہ اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا	
روپے کی تعریف میں	
نقشا ہو عیاں جو طرب و رقص کی لے کا جھنکار ہو جھانجھ کی ہو اور شور ہے نے کا	ہے ربط ہم طبلہ و سارنگی سُننے کا مینا کی جھلک جام اِدھر چھلکے ہے مے کا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا	
ہر آن جہاں روپ روپے کے ہیں جھلکتے موتی بھی جھلکتے ہیں جواہر بھی جھمکتے	کیا کیا زر و زیور کے وہاں رنگ ہیں ڈھلکتے سب ٹھاٹھ اسی چلکے سے دیکھے ہیں چلکتے

دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا

ہربات کی خوبی و فراغت ہے اسی سے	عالم میں نظیر عشرت و فرحت ہے اسی سے

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

تضمین فارسی و ہندی و اردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل	کہ جسکی دیکھکر سج دھج مراد دل ہو گیا بیکل
ادا بھی چلبلی اور آن میں بھی کچھ عجب چھل بل	ستونگر انکھڑیاں ظالم کی اور جیسے لگا کاجل
کبھی نظریں لڑالے اور کبھی مکھڑے پہ لے آنچل	پڑا در کان میں جھلکے گلے میں نج رہی ہیکل
نگار رنگ گلعذار نو بہار سے ناز پیراسلئے	دلارا پری شکلے بنے شوخے دلارا ہے

دوپہر تمن تھیں اذبر سے گھر میں چھند لیجائے
بھٹرین دھنکیں نان کیں کملن تان چلائے

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا	دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجکو تڑپایا
گرا میں ہو کے بیخود یوں پریکا جیسے ہو سایا	پھر اسمیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا اسگھڑی شیخے تو اپنے دلکو سمجھایا	تماشا دل نے ہر گز ڈھونڈھنا ہی اسکا ٹھہرایا
کشیدم نالۂ از شوق پیراہن قبا کردم	برای جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ کبھی جا تیں کہی بنتی آنسو لائے
ہے کوئی ایسا مست جو پیتم مندر تبائے

مسدس

وہ تھا یہ بات سنتا جب منہ دیکھتا تھا
مرا دل آتش فرقت میں اُس لب کے رہتا تھا
گریبان تک مرا اشک اُس گھڑی آنکھوں سے بہتا تھا
جو چلتا تھا تو اپنی طرف کو بہتا کہتا تھا
نہ تھا کچھ بن آتا اس سے وہ جو رنج سہتا تھا
وہ کہتا تھا اگر پھر تو جیتا ان لبوں سے کہتا تھا
گشتم آہ و نالیم گریہ و شام و سحر کردم
نہ میم تا رفتش از جستجو ہرگز نہ بر گردم

پیستم با من وہ کے لیکھ بان کمان
بن دیکھے وار و ہے میرے گلبت پران

چلا دانت میں اُس غمخوار کی باتوں گھبرا کر
پریشان حال پھرتا تھا کبھی ادھر کبھی اُدھر
یکایک دیکھا کیا ہوں کہ آیا پہنچا وہی لب پر
یہی تھی آرزو دل میں کوئی بتلائی اُسکا گھر
بتایا جب مکان اُسکا تو بیٹھا ایک ستر پر
اُٹھا میں اور کہا یوں لگے مگر آئے تند مونہہ پر
مرا مجروح کردی از نگاہم رخ بپوشیدے
چہ تقصیرم کہ دل بردی حال تو پوشیدے

من میرا اُس کے لیو کا ہے کینی دو نٹ
ایسے ہو تی منہ ہرن کیا بن آدھے گھوٹ

کبھی بات جب اُس شوخ سے پوچھیں تم
لگا مجکو جھڑکنے اُس گھڑی تیوری چڑھا یہم
تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ نگہ سے ہم
تو پہلے ناز میں تھا نہیں مجھ سے ہوا برہم
پھر اس میں رحم جو آیا تو سنکر یوں کہا اُس دم
لگا دینگے تیرے ہم زخم پر اب لطف کا مرہم
نظیر ایں حرف چون گفت آن نگار دلستان زن
غم از دل رفت و آمد شادمانی ہا یکان کنا
تن تیرا بات ہیں سب بھیو پسند
انکھو دیکھ میں ہنسی آن بھری آنند

ہے خبر شرط مرے دلکو نہیں تاب ذرا	اس سے یہ شعر نظیرؔ آگے ترے ہوں پڑھتا

بعد ازین بر من دل خستہ جو بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو بسے باد کنی

خمسہ بر غزل خود

یوں تو اکثر اِدھر آجاتے ہیں انجان کئی	خاک ہو جاتے ہیں اُن سے گریبان کئی
پر کہوں کیا کہ بنا خس کے ہے سامان کئی	دیر سے آج جو نکلے یہ ذیشان کئی

لیگئے صبر کئی دل کئی ایمان کئی

اتنے ہم چشم تو یاں خون کیے ہیں رو رو	میں بھی لایا ہوں پر اس کام کو اب حد کو
ایک چشمہ تو مری رو نکلا یہ ہے سن لو	اتنا رویا ہوں کہ اب لخت جگر کے یارو

ڈھیر ہیں چشم سے لے تا سر دامان کئی

آہ جو جو گئے تھے حسرت دیدار میں مر	سب تڑپتے تھے وہ بیتاب پڑے مٹی کے اندر
آخرش ہو کے پریشان ہمہ تن چشم و نظر	اب تو ٹک منہ کو دکھا یار کہ نرگس بنکر

نکلے ہیں خاک چمن سے ترے حیران کئی

آوے گر باد صبا اُسکے گلے سے نہ ملوں	سو تمنا سے ہیں نقش قدم آغوش میں یوں
چشم حیرت زدہ کو کفش کے نعلوں سے ملوں	اُسکے دامن سے لگوں یا نوں اُڑ ساتھ چلوں

خاک ہوں تو بھی مرے جی میں ہیں ارمان کئی

ہاں کہا مرا ای شوخ ہٹیلے یہ چنچل	گو کہ اب بلبل دفتری میں پڑے ہیں ہلچل

[illegible]

ہو ٹی کھڑی جو کچھ کہ ہی اُسکا پرکھا ہی بیان	جو ٹرا ملتا ہی دل تل تل کا لیکھا ہی بیان
کلجگ نہین کرجگ ہی یہ یان دن کو دی اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے	
جو اور کی بستی رکھے اُسکا بھی بستا ہے پُرا جو اور کی توڑی دھڑی اُسکا بھی ٹوٹے ہی دھرا	جو اور کے مارے چھری اُسکے بھی لگتا ہی چھرا جو اور کی چیتیے بدی اُسکا بھی ہوتا ہے برا
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دی اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے	
جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا جو آج دیویگا یہان ویسا وہ کل وان پاویگا	گیہون سے گیہون جو سے جو چانول سے چانول پاویگا کل دیویگا کل پاویگا کل دیگا کل پاویگا
کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دی اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے	
جو چاہی لیجل اُسکھڑی سب جنس یان تیار ہے دنیا نہ جان اُسکو میان دریا کی یہ منجدھار ہے	آرام مین آرام ہے آزار مین آزار ہے اور دوسرے کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے
کلجگ نہین کرجگ ہی یہ یان دن کو دی اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے	
تو اور کی تعریف کر تجکو ثنا خوانی ملے تو اور کو مہمان کر تجکو بھی مہمانی ملے	کر مشکل آسان اور کی تجکو بھی آسانی ملے روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

ترکیب بند

[illegible]

گیا ملال ہوئے شاد ہم زمانے سے
نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے
ہوئی نوید وہ ساعت بھی انبساط بھری
ہر اک طرف ہے ہوئی سو طرح کی خوش وقتی
سماتے پھولے نہیں پیرہن میں اب ہرگز

ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے
سرور دل کو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے
کہ جس میں شاد ہوئے ہم بھی دل لگانے سے
نوید میں آیا جان عشرت کی کارخانے سے
ہم ایسے شاد ہیں اس گلبدن کے آنے سے

جہاں میں جسکو ملاقات یار کہتے ہیں
عجب بہار ہے اسکو بہار کہتے ہیں

ہمارے دل میں جو فرقت کی بیقراری تھی
کبھی خیال رخ و زلف کا سحر تا شام
نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت
یہ اضطراب تھا ہر دم کہ اپنی بیتابی
خدا کے فضل سے پھر اسمین خیر خوبی کے

تو اسکے ہاتھ سے صورت عجب نزار رہی تھی
کبھی تصور مژگان سے دلفگاری تھی
نہ جان کو خبر الم ہجر ہکنا رہی تھی
ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی
وہ دن بھی آیا کہ جسکی امیدواری تھی

جو دیکھی بھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

عیاں جو سامنے آکر وہ گلعذار ہوا
نگہ کو حسن نے اس گل کے تازگی بخشی
جدا جو ہجر میں ہم سے قرار رہتا تھا

تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا
خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا
ہمارے دل سے وہ پھر آنکر دوچار ہوا

[illegible]

پھری شام تک صحرا مین پھرتا دلکو مین مارے دو تیر آه دلمین داغ جون آتش کے انگارے سبب اُسکی ہی مرضی ہو تو چھپتے ہین بیچارے حال مین کہ چو نم بے رخت داری خبر یا نہ	لگا کر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے جسے دل چاہتا ہی اُسکو بچھڑے دانہین بارے مگر اُسکے تصور مین یہی کہتے ہین اے یارے دل من سوخت آیا ور دلت باشد آخر یانہ

آه دی کیسی بھی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاؤ ین نہین جل جل مرین تینگ

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون لگی ہی آگ دل مین شمعسان جلکر پگھلتا ہون بزمین دیکھکر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون زتاب آتش دوری کہ میسوزد دل جان را برہ کی آگ تہین لگی جبران لگے سب گات غضب ہے ایک تو مجھے دل ویجی کبھی گھبرا نہو دل کیونکر ٹکڑا اور جان کسطور گھبراوے لگی جو آگ دل مین پھر وہ بجھی کسطرح یا دے جو در دل آتش دوری فتاد او را کہ بنشاند	کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہون دھوان اُٹھتا ہی آہ نکلا رنگ غم گلتا ہون بھبھوکے تن سے اُٹھتے ہین سی کیطرح جلتا ہون نمود بیض من آبلہ دست طبیبان را نارتی بھوت بید کے پڑے بھپھولا بات تس اوپر ہر گھڑی اُس لربا کی شکل یاد آوی در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے مگر آنکس کہ آتش زده ہمان بی بر افشاند

ہر دی اندر دون لگی دھوان سر لگت ہوے
جان لاگے سو لکھے با چین لاسے ہوے

معجزهٔ حضرت علی علیہ السلام

[illegible]

القصہ جب [illegible]

[illegible]

رکھو

لکھوا کے انگوٹھے پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اُس شکار گاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلوں میں اپنے آنکے اُسنے لیا قرار

جب آئے شیر و شیرنی با حالتِ تباہ
اور دونوں بچے گھر میں نہ آئے اُنھیں نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کرکے آہ
اور شیرنی نے لی نجفِ اشرف کی وہ مین راہ
پیر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز مین وہ شیرنی غریب
بھوکی پیاسی پھرتی ہوئی ہونٹوں پہ خشک جیب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچوں سے بے نصیب
آ پہونچی یک بیک نجفِ اشرف کے عنقریب
بچوں سے اپنے سر پہ اُڑاتی ہوئی غبار

بازار مین نجف کے جب آئی وہ نیم جان
ہر اِک دوکان سے وانکی اُٹھا شور اور فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان
ہیبت سے اُسکی چھپنے لگے پیر اور جوان
چارون طرف سے دھوم مچی آکے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھڑکی بتاتی تھی
نے مُنھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اُٹھاتی تھی
آنکھون سے اُس ہجوم مین آنسو بہاتی تھی
شاہِ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی
لوگ اُس پر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جسدم وہ پہونچی حیدرِ صفدر کے در تلک
دربان اُسکے خوف سے پھیر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور کے یک بیک
رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹیک ٹیک
آنسو کی دونون آنکھون سے بہنے لگین قطار

ان تو شریف کو یہ نہایت ہوا جواب
پایا وہ جو شیر کے نیچے ہین دل کباب
وان جا پلنگ الٹ دیا اسکا بعین خواب
بھجوا دیے انکو شہر نجف مین توکل شتاب
ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہوگا شرمسار

ان انکی انکے واسطے آنسو بہاتی ہے
فریادی ہوکے روتی ہے اور غل مچاتی ہے
اور تین دن سے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہے
غش ہو ہمارے رہنے مین جی کو کھپاتی ہے
جلدی سے انکو بھیجدے کر اونٹ پر سوار

وہ تھر تھرا کے کانپ اٹھا ہوکے عذر خواہ
بولا نجف تو بندہ دو دن کی ہے یان سے راہ
جانا یہ اسنے یہ ہین شہنشاہ دین پناہ
بھجوا دون کسطرح سے انھین کل ہین پر گناہ
اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

جب حکم یہ ہوا اسے جس وقت ہو سحر
بھجوا دے اپنے شہر کی آبادی سے ادھر
جلدی سے دونون بچونکو رکھوا کے اونٹ پر
جب پونہچینگے یہ شہر کے دروازے کے اوپر
وان پیدا ہوگا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو نیچے
جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے سنتے
رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی روانہ کیے
کیا دیکھین ایک شخص کو وان آدھی رات سے
ہے منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوئے مہار

جاتے ہی دونون بچے اٹھائے اسے لیے
وہ ان بچون کو لے کے چلا اس شتاب سے
با احتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
آپونہچا اس مکان مین اک پیر ن چڑھے
اک بار اسکا شہر نجف مین ہوا گذار

نازو ادہ کرون کو وہ بھی جلا کر بلاؤن
آج ہی تجھ کو ایسے گریبان کا دکھاؤن
ناز و تبختر ...
یہی دنیا کے جو سودا ہے تو انجام نہووے

بلبلان کی لڑائی کے بیان مین

ہر لیگئی بو کی جھمک صبر بھول اور عقل کی بیٹ	بادی کی تھی چوک لگی سینہ مین ان کے دل لگی بھی
اور جی کے تئیں لیگئی زنجیر طلائی زنجیر بنھا کر	
آنچل کی کھچاوٹ لیگیا دلنیہ طوفان جو ہوش اڑایا	مستی کی دھڑی نے وہ کیا ظلم نمایان جو غش آیا
ہاتھوں نے بھی اک گہری سینے مین لگائی منہد بگو کھا	
کیا اسکی تطرب مین کرون تن کی تماشا	اور اسکے سوا اور نزی شوخی حرکت ٹک نازو ادا سے
اک پھول اٹھا دیتے تو مرکب جا دہی کلائی بل سکوڑن کھالا	

مخمسہ بر غزل فغان

دل دیتا ہون پر وہ مجھے آرام نہووے	اس کام کا آخر کو برا انجام نہووے
یہ عشق مرا گوش زد عام نہووے	ڈرتا ہون محبت مین مرا نام نہووے
دنیا مین الٰہی کوئی بدنام نہووے	
گر یار مرے قتل کو آیا ہے تو اے دل	بہتر ہے مین حاضر ہون نہ کچھ نہین مشکل
گر یون ہی ارادہ ہے تو مت چھوڑ تو بسمل	شمشیر کوئی تیز سی لانا مرے قاتل
ایسی نہ لگانا کہ مرا کام نہووے	
پھر گھر مین بھر آنکے ہو غم و درد سے نالان	آخر کو ہوا ہاتھ سے اس شوخ کے بیجان
کیا صدمے ہوئے پر بھی اسے دیکھیے یاران	آتا ہے مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت مین بھی آرام نہووے	
پروہ جو ہے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن	اک آہ مین سو برق کے خرمن کو جلاؤن

چلا آہی مور سارس اور بھر بھڑ اے ککلو
گتو بھی بھونکے بھوں بھوں گیدڑ پکاری ہو ہو
گدا اور چیندو ہار ڈا اور پھر بھڑ لے الو
بھرے گدھے بھی ریکے کراہی ڈھینچو ڈھینچو

سو سو طرح کی دھوم ہیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یارو کل بلبلیں لڑائیں

جب چلے وہاں سے ہم بلبلوں کو نکال کر
سب میں میاں نظیر آپ تم ہوئے بڑے قلندر
سب لوگ ہنسکے بولے اُس دم خالیں ہار کر
یہ کھیل اگر ہے میں اب ختم ہو تمہیں پر

سو سو طرح کی دھوم ہیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہنسے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سامان دوالی کا

ہر اک مکان میں جلا پھر دیا دوالی کا
سبھی کے دل میں سماں بھا گیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا

عجب بہار کا ہے دن بنا دوالی کا

جہاں میں یارو عجب طرح کا ہے یہ تیوہار
کھلونے کھیلوں بتاسوں کا گرم ہے بازار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے ادھار
ہر اک دکان میں چراغوں کی ہو رہی ہے بہار

سبھوں کو فکر ہے اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیوں کی دکانیں لگا کے حلوائی
بتاسے کوئی برفی کسی نے تلوائی
پکارتے ہیں کہ لالہ دوالی ہے آئی
کھلونے والوں کی ان سے زیادہ بن آئی

گویا انھوں کے وان راج آگیا دوالی کا

بیان

جہانین جو دوالی کی سیر ہوتی ہے جوہارے اُنپہ خرابی کی فیر ہوتی ہے		تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے اور اُنہین اُنکے جن جن کی خیر ہوتی ہے
	تو آڑے آتا ہے اُنکے دیا دوالی کا	
یہ باتین سچ ہین نہ جھوٹ اُنکی جانیو یارو جہانکو جاؤ یہ قصہ بکھانیو یارو		نصیحتین ہین انہین دل سے مانیو یارو جو خوار ہی ہو برا اُس کا مانیو یارو
	نظیر آپ بھی ہے جواریا دوالی کا	
	در بیان ذکر مُرغان	
وقت سحر کی رو جدین کیا کیا ہو ہو ہو ہو ان ان ان ان کرتی ہین غنچے بولین کو ان ان کو مرغیان کو ان ان کو کرتی ہین		ہو ہو ہو ہو ان ان کر کر ذکر کرن اور فیکون کرتی ہین طوطیان بھی سب بیٹھے دین اُسکی بھجون کرتی ہین
	ساتھ سویرے چڑیان ملکر چو بچون چو بچون کرتی ہین چو بچون چو بچون چو بچون چو بچون کیا سب بچون کرتی ہین	
پنکھ ہو کر پنکھ اُسکے غم مین یا سب ہی بیتتے ہین سارس گدھ حواصل تیتر بگلے پنکھ کلپتے ہین		عنقا اور سیمرغ اُسکی فرقت بیچ رہتے ہین پنکھ پکھیرو جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین
	ساتھ سویرے چڑیان ملکر چو بچون چو بچون کرتی ہین چو بچون چو بچون چو بچون کیا بچون بچون کرتی ہین	
قمری بولے حق سرّہٗ بلبل بولے بسم اللہ دادر مور پپیہے کویل کوک رہی اللہ اللہ		کلنگ اور تیتری جاروں مل اور تیتر بھی سبحان اللہ فاختہ کو کو تیہو ہو ہو طوطی بولین حق اللہ

عید الفطر کے بیان مین

بیٹھے ہین بھول بھولکے میخانو نمین کلال جھنتی ہین بھنگین اُڑتے ہین چرسنکے دم عال	اور بھنگ خانو نمین بھی ہین سبز بان کمال دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش فیل وقال
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی	
کوئی تو مست پھرتا ہے جام شراب سے کلاّ کسیکا پھولا ہے لڈو کی چاٹ سے	کوئی پکارتا ہے کہ چھوٹے عذاب سے ٹپکار ہین جیبین بھرتی ہین نان کباب سے
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی	
محبوب دلبرون سے ہے جھکی لگی لگن سو سو طرح کے جادو سے بل بل گئے ہین تن	اُنکے گلے سے آن لگا ہی جو گلبدن کہتے ہین تم کو عید مبارک ہو جان من
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی	
کیا ہی معانقے کی مچی ہے اُلٹ پلٹ پھرتے ہین دلبرونکی بھی گلیونمین غٹ کے غٹ	ملتے ہین دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ عاشق مزے اُڑاتے ہین ہر دم لپٹ لپٹ
ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی	
کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی	پشواز ین سُرخ سوسنی لاہی کی پھلجھڑی

مسدس

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

لشکر یون کی بھانگین ب یا امرتی کہیے	سچ پوچھیے تو اسکو دندان مصری کہیے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

پھونے مین برگ گل ہی کھا نہین کرکری ہے	گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہے
آنکھوں مین سکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے	ککڑی نہ کہیے اسکو ککڑی نہین پری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بل اسکی ایسی نازک جون زلف پیچ کھائی	بیچ ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش کی رائی
دیکھ اسکی ایسی نرمی باریکی اور کلائی	آتی ہے یاد ہمکو محبوب کی کلائی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیتے ہین دل اسکو گل کیطرح سے کھل کے	معشوق اور عاشق کہاتے ہین دونون ملکے
عاشق تہین بھاتے شعلون کو اپنے دل کے	معشوق ہین لگاتے ماتھے پہ اپنے چھلکے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی آگرایان کی جالیسان ہین	ویسی ہی ککڑی بھی خوبیت ڈالیان ہین
میٹھی ہین تو گویا شکر کی تھالیان ہین	کڑوی ہین سو بھی گویا خوبا نگی گالیان ہین

منزل پہ رکے ہم آئے ہر شب صد اشک در چشم صد آہ بر لب	اور زن کو لوٹے صحرا مین جب تب لگے نظیر آپ کیا بولے مطلب

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا المنزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہی ہوس ملک و مال کی آٹے ہی دال سے ہے درستی حال کی	آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی اس سے ہی سبکی خوبی جو ہے حال قال کی

سب چھوڑ دبات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اس آٹے دال ہی کا جو عالم مین ہے ظہور اس سے ہی آکے چڑھتا ہے چہرہ پہ سبکے نور	اس سے ہی منہ پہ نور ہے اور پیٹ مین سرور شاہ و گدا امیر اسی کے ہین سب مزدور

سب چھوڑ دبات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہ وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ مین سرخرو	اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے تقوتقو سنتے ہو آ عزیز اسی سے ہے آبرو

سب چھوڑ دبات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرا کے ہین

مینڈا بھنور اُچھالن چکر سمیت مالا		بینڈا کھمیر تخنت کسی بچھاڑ گیرا
	وان بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہین اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین	
تربینی مین ہاہا ہوتی ہین کیا بہارین پیرین نہاوین اُچھلین کودین لڑین پکارین		خلقت کے ٹھٹھ ہزارون پیراک کی قطارین لے وہ چھینٹ غوطے کھا کھا کے ہاتھ مارین
	کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہین اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین	
جمنا کے پاٹ گویا صحن چمن ہے بارے مُنھ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے		پیراک اُسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے پریون سے پھر رہے ہین منجدھار اور کنارے
	کچھ وار پیرتے ہین کچھ پار پیرتے ہین اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین	
کتنے کھڑے ہین پیرین بنا دکھا کے سینا آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا		سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا سر دون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا
	دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہین اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین	
جاتے ہین انمین کتنے پانی پہ صاف سوتے کتنے پتنگ اُڑاتے کتنے سوئی پروتے		کتنونکے ہاتھ پنجرے کتنونکے تیر طوطے حقونکا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے

اس آگرے کے بیان مین مسدس

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو لیکر چھڑی رومال گدا بھی بناہ کو	کوڑی ہی تھام لیتی ہو فوج سیاہ کو پھرتا ہی ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین	
کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہانسے ہو سنڈ داکے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو	رکھتا نہ فیلخانہ طویلہ کہان سے ہو کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہانسے ہو
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین	
کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑی کیواسطے یان تک تو لوگ سنتے ہین کوڑی کیواسطے	آپس مین خون کرتے ہین کوڑی کیواسطے جو جان دیتے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین	
گالی و مار کہاتے ہین کوڑی کیواسطے سو ملک چہان آتے ہین کوڑی کیواسطے	شرم و حیا اٹھاتے ہین کوڑی کیواسطے مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑی کیواسطے
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین	
بن کوڑی جو دیلے کے برابر بھی ہیٹہ تھی	کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی

حوض فوارے ہین ننگجو نہین بھی ہرے ہوجان	جا بجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن
وان بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا	
وان کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجرا	لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا
اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا	مینے پوچھا یہ تمھارا ہے رہا وہ چپکا
نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا	
وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا	در و دیوار وان سے چھپے تھا زر آب طلا
سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹہ نہین لگا	واہ وا کہہ کے کہا مینے یہ ہوگا کس کا
عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا	
اُسکا عاشق ہر جو معشوق کوئی ہٹکا بھرا	اور وہ سنگ سے بھی کسی طور نہین ہے بنتا
خوبیان پیسے کی ای یارو کہو نہین کیا کیا	دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا
موم سا ہوگیا جب نام سنا پیسے کا	
دام مین دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر	اسلیئے ہوتی ہے یہ میری بیان سے تقریر
جیمین خوش رہتا ہے اور دل بھی بہت [illegible]	جس قدر ہوسکا مینے کیا تحریر نظیر

گلہری کے بچے کا بیان

لے پھرتا ہے لون تو ہر ایک بچا گلہ بکا	پھر اک استاد کے رہتا ہی گھر بچا گلہریکا
ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا	دکھاوین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہریکا
تو دم مین لوٹ جائے دیکھکر بچا گلہریکا	

چھجا گرا منڈیر یکا پتھر پھسل پڑا

جھڑیون نے اسطرح کا دیا آکے جھڑ لگا
بیٹھے جدھر ادھر ہے پھڑاکے ہی کی صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا
کوئی کہے ہے ہاے کہون مین ناؤن کیا

تم دور کو جھکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

باران جب آکے پختہ مکانونکی تئین ہلائے
کچا مکان پھر اسکی بھلا کیونکر تاب لائے
ہر جھونپڑے مین شور ہے ہر گھر مین ہاے ہاے
کہتے ہین یارو دوڑیو جلد لیجے وا واے

پاکھے چھپت سو گئے چھپر پھسل پڑا

آگر گرا ہے کسی جو رنڈیکا اب مکان
اور اسکے آشنا کی بھی چھت گرتی ہے جہان
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اسکنے آکے وان
کیا بیٹھے چھت کو رو تے ہو تم ہی ان یہان

وان چھت لگن کا آپکے سب گھر پھسل پڑا

یا تنگ ہر اک مکان کے گھسلنے کی ہے زمین
نکلے جو گھر سے اسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب ہے یہ توف کچھ نہین
کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر ادھر کو یہی غل پکار ہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ مین خوار ہے
پیادہ اٹھا جو مر کے تو گھوڑا سوار ہے
گرمی کی دھوم دھام کچھ بیشمار ہے

جو ہاتھی رپٹا اونٹ گرا خر سوار ہے

کوچے مین کوئی اور کوئی بازار مین گرا
کوئی گلی مین گر کے ہے کیچڑ مین لوٹتا

میرے جو ہوش سنتے ہی سب بات کے اڑے — گھبرا کے جلدی میں نے قدم راہ میں رکھے
آیا ہوں میں شتاب خبر کرنے کو تجھے — میری تو کچھ خطا نہیں تو ہی سمجھ اسے

بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

تجھ پر تو اس نگار کی خو بو تھی سب عیان — کیوں نامہ لکھ کے تو نے کیا درد دل بیان
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیان — کہتا تھا میں بھی کہ نہ بھیج اسکو خط میان

لیکن نظیر تو نے نہ مانا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میان تو ہمسے نہ رکھ کچھ غبار ہولی مین — کہ روٹھے ملتے ہین آپسمین یار ہولی مین
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی مین — ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی مین

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی مین

اب اس مہینے مین پہنچی ہے یہان تلک تو حال — فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر و گلال
بنا کے چاند اور سورج کے آسمان پر تھال — فرشتے کھیلین مین ہولی بنا عبیر و گلال

تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی مین

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور — تو اسکے راگ سے بارہ برج ہین معمور
چھوٹوں ستارونکے اور بڑا ہو رنگ کا زور — سبھونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہے جور

اگر رنگ سے کوئی مست کچھ عار ہولی مین

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے مین آتا ہے — تو بادلون مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہے

کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے
جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے

جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی میں

فقیروں کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا
دکھ اسمیں تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا
دولت جو ترے یان ہے کام آئیگی بابا

پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے یاں ہے رکھ یاد تو یہ بات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ میں خیرات
دینے سے اسی کے ترا دربار ہے پھر بات
اور یاں بھی تری گذریگی ہو عیش سے اوقات

اور واں بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

دانائی تو مشکل کبھی اٹکی نہیں رہتی
چڑھتی ہے پہاڑ فلک اور نرمی و سختی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اسے کی
تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آویگی سختی

خشکی میں تری ناو یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر میں اب بھلی تجھ کو لگے
مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یا نہ یہ مجہول
زنہار خبردار رہنا اس بات پہ مت بھول

یہ خیندی ترے ساتھ نہیں جائیگی بابا

اس سے یہی بہتر ہو تو ہی آپ کھا جا
بیٹوں کو رفیقوں کو غریبوں کو کھلا جا
سب دبدبہ دنیے سے عشرت میں اڑا جا
پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا

ورنہ تجھے ہر دکھ میں یہ پھنسوائیگی بابا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کر دیا
[illegible]

ایضاً

بٹ مارا جل کا آپونچا ٹک اسکو دیکھ ڈر دیا دل ہاتھ اُٹھا اس جینے سے دُنیا میں جو آیا	اب شک بہا آنکھوں نے اور آہیں بھر دیا جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر دیا
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کر دیا	
اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنے کو مہمان کرو یا پوری لوٹو ہو یا خاصہ حلوہ نان کرو	خیرات کرو احسان کرو یا بین و یاد ان کرو کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کر دیا	
دلکو تو ایا جینے سے اب ور گلے کو مت تو دھن چھوڑ یہ حصہ بخریکی اور بھاجی اپنی تم بانٹو	اب جاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسیکا مت چاٹو ناکندہ کھیڑی کو دچلے اب فرد وتی مت چھانٹو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کر دیا	
یہ اسپ بہت کودا اُچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میان میں تم شمشیر کرو	جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو
تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کر دیا	

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کر دیا
[illegible]

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑی پر زین دھر دیا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کر دیا
[illegible]

مال و دولت سونا روپیا تولہ ماشے پھر کہاں
دم غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشی پھر کہاں

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

دل لگا الفت میں اور کر لی پری زادوں کی چاہ
چاند سے مکھڑوں سے مل سو سو طرح شوخی پر نگاہ
کچھ مزے کچھ لوٹ خط یہ وقت کب ملتا ہے آہ
کھا لی پی لی سکھ سے ہو اور ہو دلانے واہ واہ

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

حسن والے بھی کیا کیا حسن کے عالم میں یاں
کیا سجیں کیا کیا دھجیں کیا کیا چھب تختیاں
سانولے گورے سنہری سرخ باندھے گردن
بھولی بھولی صورتیں اور پیاری پیاری ابھری جان

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

کتنے میخانوں کے در پر لوٹتے ہیں پی کے مے
کتنے مجلس کر کے سنتے ہیں دف اور مردنگ و نے
دیر و میں اور مسجدوں میں کرتے ہیں غل پے بہ پے
ہر طرف دھومیں مچی ہیں دیدنی اور سیر ہے

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

واہ وا کیا کیا نظیر اس خلق کے اطوار ہیں
خوار ہیں سردار ہیں زردار ہیں نادار ہیں
گلزاریاں ہیں چوک میں بستی کئی بازار ہیں
دشت ہیں صحرا ہیں اور دریا ہیں اور کہسار ہیں

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

در بیان رمال و نجومی وغیرہم

جہاں میں کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے
کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے پنڈت کتھا سنانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا ہے کہنے
جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہیں حیلے یہ سب بہانے

[illegible]

کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر بین ل خاص		سبھوں کو سجا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا تماشا
	پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے	
یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کسی کے گھر کونسا مریگا		کسی کو کاڑی کسے سیتو سو کسی اندھا اوکسی بہرہ یگا کسیکو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا ہو اور کیا کریگا
	پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانیں	
عجب طرحکا یہ حال ہیگا کہ مند کیسے دیا کہ مند ا سبھونکی گردن بندھی ہے اسمین کسیکا تو ہاتھ نہیں ہے		بچھونے چیونٹی بچھونے ہاتھی کوئی خوشی کوئی بند نظیر اتنی مجال کسکی کہاں خداوند کہاں تو بندا
	پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے	
	آٹے دال کا بیان	
کیا کہوں یاروں میں نقشہ خلق کے احوال کا یہ بیان تو واقعی ہے ہر کسیکے حال کا		اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
	سبکے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا	
گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سدراہ ساتھ آٹے دال کے ہے حشمت و فوج سپاہ		تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ جا بجا گڑھ کوٹ سر کرتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
	سب کے دل کو فکر ہے دن رات آٹے دال کا	

[illegible]

...یا کیا نظر آوے گی ہریالی وہ ہریالا	آیان کہا میرا اسے شوخ نے لا لا
کونڈی کے نقارے پہ ہر خنکی کا لگا ڈنکا نت بھنگ پی اور عاشق دزرات بجا ڈنکا	
...ین مست وے ہی پورے جو کونڈی کے اندر ہین ...ٹھے ہین صنم بت ہو اور جھوتی مندر ہین	دل انکے بڑے دریا جی انکے سمندر ہین کہتے ہین یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہین
کونڈی کے نقارے پہ خنکے کا لگا ڈنکا نت بھنگ پی اور عاشق دزرات بجا ڈنکا	
...ب چھوڑ نشہ پیارے بیوی تو اگر سبزی ...ر باغ مین ہر جا مین آ جاوے نظر سبزی	کر جاوے تو ہین تیری خاطر مین اثر سبزی تیری بھی نظیر اب تو سبزی مین ہے سر سبزی
کونڈی کے نقارے پہ خنکے کا لگا ڈنکا نت بھنگ پی اور عاشق دزرات بجا ڈنکا	

پیسے کے بیان مین

...یسے ہی کا امیر کے دل مین خیال ہے ...یسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے	پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے پیسے ہی کا تمام یہ ڈنگ و دوال ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	
پیسا نہ ہو تو باغ کنوئیں مین ٹھہر کہاں سے ہون	کھانیکو بوہی اور یہ بھی کہاں سے ہون

ہم اب جس طرح خوشی ہین [illegible]
ہے غیر یا کہ [illegible]
یان سلطنت [illegible]
الغرض [illegible]
یان یون بھی واہ واہ [illegible]
راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
اور اس طرح بھی [illegible]
ہم اس طرح بھی تجکو محبوب جانتے ہین
اور اور طرح دوبارہ تجکو محبوب جانتے ہین
اغیار سے بلا سے تو خوب جانتے ہین

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے
یادل سے اب خوشی ہو کر یار ہمکو پیارے
یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے اڑا ہمارے
جیتا رکھے تو ہمکو یا تن سے سر اتارے
اب تو نظیر عاشق کہتے ہین یون پکارے
راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

دنیا مین پیندار کہانا بھی نام ہے	پیسا جہان کیجے وہ قائم مقام ہے
پیسا ہی جسم جان ہے پیسا ہی کام ہے	پیسے ہی کا تنظیر آدم غلام ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ مین آبرو یا مہر یا جفا ہے	یاراستی کا ملنا یا سربسر دغا ہے
گر تو وہی جو تیرا اب دل کو خوش لگا ہے	ہم جانتے نہین ہین کچھ نیک بد کیا ہے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

کچھ لین ہے تو دلکی آبادیان بھی کرلے	جور و ستم کی اپنے استادیان بھی کرلے
بیدرد ہے تو ظالم بیدادیان بھی کرلے	جلاد ہے تو کافر جلادیان بھی کرلے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اٹھادے	ہم اسطرح سے خوش ہین کہ یا ہوا بنادے
عاشق ہین ہر قلندر چاہے جہان بٹھادے	یا عرش پر چڑھادے یا خاک مین ملادے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمارے تم تو ہو ہمرنگ ظاہر باطن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آج کے دن

اٹھائے تمنے بھی غم وز عشق کے گن گن
کوئی تو گھڑی ہی بدلتا ہے یار سے لیکن

میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

یہ تن تو ہے ہر اک سے آتاریکا جھونپڑا
اس سے ہے بادشہ کے نظاریکا جھونپڑا

اس سے ہے اب بھی سب کے سہاریکا جھونپڑا
اسمین ہی ہے فقیر بچاریکا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی بھلے بھالے اسی مین سیانے ہین
اسمین ہی دشمن اسمین ہی اپنے بیگانے ہین

اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
تھا جھونپڑا بھی اپنے اسی مین ٹھکانے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین
اسمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین

اسمین ہی شیخ حسن کے چاند اور ستارے ہین
تھا جھونپڑا بھی اپنے اسمین بچارے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی اہل دولت و منعم امیر ہین
اسمین ہی ہتے ساری جہان کی فقیر ہین

[illegible]

مرتے ہی انکے تن ہوے گلکو ملی خاک راہ	اب انکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کجکلاہ جاتی ہے انکی قبر پر جسدم مری نگاہ	تن جنکے مثل پھول تھے اور منہ بھی مثل ماہ روتا ہون جب تو مین یہی کہکے دلمین آہ
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
وہ گوری گوری تن کہ جھمکتی تھی دلمین جان سے سو دل سے تن کو خاک بنا کر سوا اُڑائے	ہوتے تھے میلے انکے کوئی ہاتھ گر لگائے رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہون ہائے
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
عمدونکے تن کو تابہ کہ صندوق مین دھرا قائم یہان یہ اور نہ ثابت وہان رہا	مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا دونون کو خاک کھا گئی یارو کہون مین کیا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن کیڑے مکوڑے کھا گئے دونونکے تن بدن	اور ایک یون پڑا رہا بیکس برہنہ تن دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	
جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا ترکاری ساگ پات نبات امرت اور دوا	پھر خاک اسکو ہوتا ہے یارو جدا جدا زر سیم کوڑی لال زمرد اور ان سوا
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے	

ایضاً

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جب پونجی بات مین بکھریگی ہر آن بنیگی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجین لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھتر

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیون جی پہ بوجھ اُٹھاتا ہے اِن گونون بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہین بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہو تلوارون پر مت پھول بھروسے ڈھالون کے
سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منہ دیکھ اجل کے بھالون کے
کیا ڈبے موتی ہیرون کے کیا ڈھیر خزانے مالون کے
کیا بقچے تاش مشجر کے کیا تختے شال دوشالون کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے کھم تیرے تن کا ہے پولا
تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے وان گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا
گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے مین کیون مرتا پھرتا ہے بن بن
ٹک غافل دل مین سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بندا چیلا نیک چلن
کیا مندر مسجد تال کنوان کیا کھیتی باڑی پھول چمن

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکیگا
کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سئے اور ٹانکیگا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل مین تو خاک لحد کی پھانکیگا
اُس جنگل مین پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ایضاً

	ایضاً	
جب یار نے اُٹھائی چھری تب خبر ہوئی اُلفت کی آگ دل مین پڑی تب خبر ہوئی		اور وہین اک بدن تڑپی تب خبر ہوئی جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی
	غفلت کی گود دل سے جھڑی تب خبر ہوئی	
جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ آئی شراب اسمین بڑھاپے کی خواہ مخواہ		اُلفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ پہلے کے جام مین نہوا کچھ نشہ تو آہ
	دلبر نے دی تب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی	
تھے جب تلک اندھیرے تو بھی ڈولے یارون سے جب تو بولے کہ لو یار دہم چلے		اور جب سفید ہو گئے ہوئے برف کے ڈلے لائے تھے ہم تو عمر بتایان لکھا دیے
	جب سیاہی پر سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی	
اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید		دانتون پر اسمین آن کے ہلچل پڑی شدید ڈاڑھین لگین اُکھڑنے کو دندان ہوئے شہید
	مجلس مین چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی	
اُس پوپلے ہی منہ سے لگے کرنے پھر بناہ گردن پھر اسمین ہلکی کم ہو گئی نگاہ		کانونکے اسمین آن کے پردے ہوئے تباہ بن دانت بھی ہنسی یہ جب آنکھین چلین تو آہ
	جب لاگی آنسوؤن کی جھڑی تب خبر ہوئی	
ڈھاتے تھے وان مزور تو تن کی ممکسرا		پر گھر بنا رہے تھے وہ ایسن اُٹھا اُٹھا

...مین خلق مین ہر سو عیان رنگین ادا زیبا صنم ...کی غور تو سچ ہے یہی مجکو محبت کی قسم	گلگون قبا نازک بدن سوزِ زیبِ زینت ہے بہم آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	
آیا نظر جس روز سے تجھسا شکر لب لقا اپنے وطن کو چھوڑ کر مثل نظیر مبتلا	ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن عشوہ زا خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری	

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اٹھانے اتنے مین کہون کیا تجھے ای یار یگانے	اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے یہ بود دلم در پئے سر و روانے
زرین کمرے سیم برے موے میانے	
وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے کیا تجھسے کہون اسکی مین خوبی کے قرینے	وہ حسن کہ نے نور نے پایا نہ پری نے خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے
یاقوت لبے شکرے تنگ دہانے	
گلفام گل اندام دلارام نکوئے آہو صفتے کبک تکے عنبرین موئے	دلدار دل آزار جفا کار و روئے بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے
شکر شکنے پستہ قدے سخت کمانے	

پورے ہین وُہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

ایضاً

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش	جسطور کہا اُسنے اُس عالم مین رہے خوش جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش
گر شال اُڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین پورے ہین وُہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین	
جینے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اکدم	یکسان ہین اُنھین زندگی و موت کا عالم نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر مہ و سال مین خوش ہین پورے ہین وُہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین	
گر اُسنے اُڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا چادر جو اُڑھائی تو وہی ہو گئی بالا	کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا
پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین پورے ہین وُہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین	
کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنھین کام استھل کی ہوس دل مین نہ مندر سے اُنھین کام	تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنھین کام مفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے اُنھین کام
میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین پورے ہین وُہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین	
انکے تو جہان مین عجب عالم ہین نظیر آہ	اب ایسے تو دنیا مین ولی کم ہین نظیر آہ

هر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

...ہیں ہے قمری و بلبل کا درمیان ہے
...ے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے
تو ہو نغمہ تیری و قمری ہیں بلبل زبان ہے
باغ و چمن ہیں جتنے تو اُن سبکی جان ہے

هر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

...یلا گلاب سیوتی و نسرین و نسترن
جتنے جہاں میں پھولے ہیں پھولوں کے انجمن
داؤدی جوہی لالہ و رابیل یاسمن
یہ سب تجھی میں پھول رہے ہیں چمن چمن

هر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل میں ہو اسیر
اپنے تئیں تو دیکھ کیا ہے ارے نظیر
قمری کی سن صفیر بلبل کی سن صفیر
ہیں حرف سن عبث یہ ہی معنی اے نظیر

هر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل
لاتا ہے یاں سو تا ہو تو رشتہ ہے سو نکیل
سب ہے آپ اپنے کام کی ہیں کر رہے جھیل
جو غم پڑے سو اسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل

دیوے تو لے دینی جو نہ دیوے تو دم نہ مار	اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو بنڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
دنیا اسے نہ جان دریا ہے قہر وار جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار	لاکھوں نہیں اس سے کوئی اتر کر ہوا ہے پار ملاح یاں نہ ناؤ نہ پلی ہے نیر پار
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو بنڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
دنیا نہ کہہ یہ طلسمات ہے میاں شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں	یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان سب کچھ رہے نہیں یہ دھوکے کی ٹٹیاں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو بنڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	
کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر ایسا ہی تھا فقیر تو ناحق کیا اسیر	ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر ہم تو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تو بنڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل	

ایضاً

جہاں میں نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا	ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا

در بیان فراق

کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہوں نکل جاتا جدھر کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہی کھاتا	تو واں بھی ہائے ذرا دل نہیں ہے ٹھہراتا عجب خرابی ہو کچھ ہائے بن نہیں آتا
غضب ہے، قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشق محروم بھی جو مجھپہ بھی آکر فراق کی یہ دھوم	میں ہنس کے کہتا تھا لیکن عبث ہے یہ مغموم وہ اُسکا درد مجھے اب سب ہوا معلوم
غضب ہے، قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھپہ دُکھ پڑا ایسا میں اُسکو جس گھڑی دیتا ہوں اپنا حال سُنا	کہ جس سبب سے تو پھرتا ہے اس قدر شیدا تو بھر کے آنکھوں میں آنسو وہ یہ ہے کہتا
غضب ہے، قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
نہ بھوک لگتی ہے نے نیند منہ دکھاتی ہے نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھکو بھاتی ہے	جو دن ہے یہ ہے تو رات مجھکو کھاتی ہے کلیجہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُنڈی آتی ہے
غضب ہے، قہر ہے یار و ستم جدائی کا خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا	
نہ سدھ ہے سیر کی مجھکو نہ انجمن کی خبر	نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو
نقشین ہین جتنی چیزین سب چھوڑ کے چلا جا
تاش اور بادلے ہین بیکار جلد ٹالا جا

	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین	
جی ہی جی مین کب تلک خون جگر کو کھایئے دل سمجھتا ہی نہین کیونکر اسے سمجھایئے		پر نہین اُڑ کر تمھارے پاس جو آجایئے چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلایئے
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر کہ تم کہین اور ہم کہین	
ہر گھڑی شبلی نظیر اس غم سے ہے حالت تباہ بن مرے اب تو نظیر آتا نہین ہرگز نباہ		اب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہین نگاہ ہر جو کچھ ظلم و ستم ہم پر کہین کیا تم سے آہ
	چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین	

در بیان سخاوت عشرت

تن زیب تن سکھون سے ترسا نہ اپنے تن کو مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو		زر ولے ہے تو ہرگز مت مار اپنے من کو جو زر چلین چلینگے ہین چل تو بھی اس چلن کو
	دلکی خوشی کے خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو	
بھمکا گلابی نے کے پیالے الٹ پلٹکر پی دودھ اور تباشے میوہ مٹھائی چکھکر		جا بیٹھ سیکڑون سے دو و غم سے ہٹکر محبوب دلبرون سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در بیان فصلی

کیا دن تھے یارو وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی دوالے

چوٹی کوئی رکھالے بدھی کوئی پنھالے
ہنسلی گلے مین ڈالے منت کوئی بڑھالے

موٹے ہون یا کہ دبلے گورے ہون یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

دلمین کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے

پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
یا یون بھی واہ واہ ہے اور یون بھی واہ واہ ہے

کچھ کھالے اِسطرحسے کچھ اُسطرحسے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

مرجاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نکرنا
نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا

اُنکی بلاسے گھر مین ہو قید یا کہ گھرنا
جس بات پر یہ مچلے پھر وہ ہی کرگذرنا

مان اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوڑتے ہین
گڑ بیر مولی گاجر منہ مین گھونٹتے ہین

بابا کی موچھ ماں کی چوٹی کھسوٹتے ہین
گرد دن مین اٹے ہین خاک کو بھین لوٹتے ہین

کچھ مل گیا سو پی لے کچھ بن گیا تو کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

جو اُنکو دو سو کھالین پھیکا ہو یا سلونا
ہین بادشہ سے بہتر جب مل گیا کھلونا

وہ دلبر شوخ پری چنچل ہو جھوم رہی جسکی گھر گھر		ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا ہنس ہنس کے
پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی		
ترتیب بنی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والی ہون		منہ انکے چاند کے ٹکڑے ہون تن انکے روئی کے گالے ہون
پوشاکیں نازک رنگوں کی اور اوڑھے شال دوشالے ہون		کچھ ناچ اور رنگ کی دھومیں ہون عیش میں ہم متوالے ہون
پیالہ پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی		
ہر ایک مکان میں خلوت ہو اور عیش کی سب تیاری ہو		سب عیش مہیا ہو آکر جس جس ارمان کی باری ہو
دل دیکھ نظیر اسکی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو		سب عیش مہیا ہو آکر جس جس ارمان کی باری ہو
جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی		

در بیان تماشائے دنیائے دون

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے		جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
بجا تو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے		جدھر کو دیکھو ادھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے		
مرے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا		کسے بتاؤں میں سیدھا کسی کہوں الٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جادو کب سمجھا		عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے		
نہیں ہے زور جنھوں میں وہ کشتی لڑتی ہیں		جو زور والے ہیں وہ آپ سے بچھڑتے ہیں
جھپٹ کے اندھے بٹیروں کے تئیں پکڑتی ہیں		نکال چھاتیاں کبڑے اکڑتے پھرتے ہیں

عزیز جو تھے ہوئے چشم میں سبھو کے حقیر	حقیر تھے سو ہوئے سب میں صاحب توقیر
عجب طرح کی ہوا ہے یہ اور عجب تاثیر	اچنبھے خلق کے کیا کیا کرون بیان میں نظیر

غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

در بیان غنیمت شمردن حسن و جمال

اپنے غمخوار سے کوئی آن ہنس لے بول لے	درد مندوں کا نکال ارمان ہنس لے بول لے
پھر کہاں یہ دلبری کی شان ہنس لے بول لے	دم غنیمت ہے ارے نادان ہنس لے بول لے

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو جو خدا نے دی ہے حسن و خوبی کی بہار	چاہنے والوں سے کر لے کچھ سلوک و پیار یار
گو کہ ہے بجلی کا اور جوبن کا مت کر اعتبار	کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب تو منھ گل ہے پیارے پھر دھرا راکھ ہے	آج یہ گلشن کھلا ہر گل کو سو کھاساکھ ہے
جو اٹھا شعلہ سبھو کا آخرش کو راکھ ہے	چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر ای جان اپنے جوبن پر گمان	یہ نہیں رہتا سدا کافر کسی کے پاس ہان

در بیان نیکی و بدی دہن

[illegible]

تل کے لڈو

جاڑے مین پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو | ہر ایک خوانچے مین دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی مین ہر جا کھلوائے تل کے لڈو | ہمکو بھی ہینگے دل سے خوش آئے تل کے لڈو
جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو

عمدون نے سو طرح کی یاقوتیان بنائین | لوگونین دار چینی شکر مین لے ملائین
سردی مین دولتون نے سرگرم چیزین کھائین | اور دن نے ڈال مصری گربندیان بنائین
ہمسے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پر بیکار یون پکارا | بادام بھونا چاہو اور گڑ گرا چھوہارا
جاڑا لگے نہ اسکا کرتا ہون مین اجارہ | جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا
تو دام لے کے وہ مجھسے لے جاوُ تل کے لڈو

جاڑا زمانے دل مین تھا پہلوان چھچھارا | پر ایک تل نے اُسکو رگ رگ سے ہی بگھارا
جسدم دل و جگر کو سردی نے آ لتاڑا | خم ٹھوک دو مین ہمنے جاڑے کو دھر پچھاڑا
تن پھر ایسا بھاگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئین گئے ہم | کچھ پیڑے اُسکے خاطر کھانیکو لیگئے ہم
محبوب ہنسکے بولا حیرت مین ہو رہے ہم | پیڑون کو دیکھ دلمین ایسے خوشی ہوے ہم
جب خوش ہوا وہ اُسنے جب پائے تل کے لڈو

جاڑے مین جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا | اُسمین تو جاڑا اپنے تھین موت نکلا جاتا

[illegible]

جو اور کسیکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق مین لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ہے کھٹکا اسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا
اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسیکو دے جھٹکا
چیرے بیچ مین جسکے اور بیچ جو ہے ٹپکا
الیا کہیو اور قسطیر آگے ہے نر تماشا جھٹ پٹکا
کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ مین جاتے جو ملا ریچھ کا بچا
لے آئے وہین ہم بھی اٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتین کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا
جسوقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا
جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ مین اک اپنے سو من کا جو سونٹا
لوہے کی کڑی جسپہ کھٹکتی تھی سراپا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ مین پیالا
بازار مین لے آئے دکھانے کو تماشا
آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے پیچھے پہ وہ گہنا جو سراسر
ہاتھوں مین کڑے سونے کے بجتے تھے جھمک کر
کانو مین در اور گھنگرو پڑے پاؤن کے اندر
وہ ڈوری بھی ریشم کی بنائی تھی جو پر زر
جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

دیدار سے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

یہ داؤن پیچ مین جو کشتی مین ہوئی دیر
سب نقد ہوئی آکے سوا لاکھ روپے ڈھیر
یون ٹوٹے روپے پیسے کہ آندھی مین گویا بیر
ہو کہتا تھا ہر ایک یہ اسی طرح سے منھ پھیر
یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا
یہ سحر کیا تمنے تو ناگاہ اہا ہا
استے تمھین استاد ہو واللہ اہا ہا
کیا کہیے غرض آفرین اے واہ اہا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جسدن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہین
سب کہتے ہین وہ صاحب ایجاد یہی ہین
جاتے ہین جدھر کو ادھر ارشاد یہی ہین
کیا دیکھتے ہو تم کھڑے استاد یہی ہین
کل چوک مین تھا کھلا ریچھ کا بچا

مسدس برابیات فارسی

گاہے بخندہ لب شکر آمیز مے کنی
ہر ناز دلفریب و دل آویز مے کنی
گاہے بہ عشوہ غمزہ خونریز مے کنی
القصہ ہر ادا ستم انگیز مے کنی
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

پہلے لگا کے دل کو مرے تونے اپنی چاہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ
جب چلے ہم آکے تو لی تونے اپنی راہ
اچھی یہ رسم تونے نکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

غزل ہم طرح

کوئی ہنوایا کہ ہنواب غمِ سکو جانے بلا مرنا ۔ شہ بجو زہی لئے عطا کیا مجھے اب لبا ہی ہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

کسی وقت مکتب عقل مین بہت علم ہمنے بھی تھا پڑھا ۔ کہ ہر ایک سے بحث بحث تھی ہوس علم کا تھا بنا
کیا جبکہ مدرسۂ عشق مین تو پھر آگئے یار دکھہ نہین کیا ۔ وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی کیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

تری منہ پر تو ہو وہ جھلک کہ جہان سب یہ عیان ہوا ۔ اگر آفتاب جمال تھا تجھے دیکھکے وہ نہان ہوا
کوئی آگے تیرے نہ آسکا وہ قمر کہ مہر نشان ہوا ۔ ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر تو یہان ہوا
کہ نہ آئینہ مین جلا رہی نہ پری کی جلوہ گری رہی

عجب اتفاق ہی خود بخود مرے دل سے عشق نکل گیا ۔ بڑی آگ غم کی وہ تھی کہ برنگ شمع پگھل گیا
ادھر آہ شعلہ زبان ہوئی ادھر اشک آنکھو نسے ڈھل گیا ۔ جلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

گرے عشق وہ اب جائین کہ جسے بیٹھے ہاتھ دھو ۔ کسی سے ڈر کے چھپے کہین کسی کے خوف سے دیدہ و
اسے کچھ کسی کی خبر نہین ہوا بتہ قتل نظیر و د ۔ تر بحر درد عشق مین سیان دل مبتلا ہے سراج کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی تو بیخبری رہی

درانتباہ غافلان

یہان سے جبکہ یہان سیکڑون شادی و خرم ہو گئے ۔ ہزارون عاشق جانباز اور لاکھون صنم ہو گئے
کنار و بوس اور عیش و طرب بھی مبدم ہو گئے ۔ مگر جتنے یہ اپنی صحبت کے ہین سب عدم ہو گئے

جو ہریانی کی ان میں جھلک کی
کیا وہ پیاری سہانی سی سجن کی
نازکی جی کی اور نرمی بدن کی
واہ کیا بات گورے بدن کی
آب ایسی ہے بدن کی
گورے بدن میں جب آب و تاب ذات
نازکی جی کی اور نرمی بدن کی
واہ کیا بات گورے بدن کی
وہ جو پانی کی گوری بدن کی

ابھی ہنستے ہیں بیٹھے ہیں اور ابھی ہنستے ہیں ساغر — ابھی ہے کہ وہ جاویگا آخر ای مرے دلبر

پھر یہ جہاں میں یہ دھومیں نہ یہ چرچے ہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینہ برستا ہو — یہیں اور شاد ہیں اور بہار ہو یہیں آ بیٹھو
اداؤ ناز و غمزہ جو چلے کرنے ہوں سو کرلو — فلک کب چین دیتا ہے یہ کہاں پھر تو اے دکھو

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے ہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی ان انکھیوں میں ہیں اور دل نازکی نگاہیں — غنیمت ہیں ابھی یہ پیار کے اور چاہ کی باتیں
جب آنکھیں مند گئیں سب ہیں یہ چلیں یہ راتیں — کہاں پھر ہم ملینگے اور کہاں عیش کی راتیں

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے ہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمیں بیقراری اور تمھیں ہر دم طرحداری — غنیمت ہے ہماری اور تمہاری گرم بازاری
نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بنا چاہی — کہاں پھر ہم کہاں پھر تم کہاں الفت کہاں یاری

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے ہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

گورے بدن کی تعریف میں

ورے بدن میں لیا ری گلشن کی — جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی

نازکی جی کی اور نرمی بدن کی
واہ کیا بات گورے بدن کی
دل گیا ہی گیا بدن کی
واہ کیا بات گورے بدن کی
وہ

وہ جو گورا سفید جھبجھو ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
جس کی جاگیر ملک جھجر ہے
ناشس گو اب نا شجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی میں سرد پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
موتی کی آب پانی پانی ہے
دوستو یہ بھی بات پانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہیں
جب کہ لا پھول پان دھرتے ہیں
بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہیں
وہ بھی کوری ہی ٹھلیاں بھرتے ہیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جبکہ انکو گڑھتے ہیں
کوروں پر پھول ہار چڑھتے ہیں
بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہیں
کورے غلان درود پڑھتے ہیں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوروں پر جو نظیر جوبن ہے
جو جڑے میں کمانہ کہ کمن ہے

اُٹھ اُسکی سزا پاویگا ارنا ترا بدخواہ
آیا جہان ہوتا تھا وہ ارنا بڑا خوش ہو
جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دلجو
دھر بیٹھ گیا کان مین باندھے ایڑین کو
پھر پھر گیا اور پڑے مین پنجون کو گڑا یا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر
جب پودنے نے اُسکے ترس حال پہ کھا کر
ارنی گری اُس پودنی کی پانو پہ جا کر
جلدی سے نکالا اُسے آواز سنا کر
ارنے کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بن آیا

بھاگا غرض ایسا کہ پھر پیچھے کو دیکھا
اُس بھاگنے مین دونون نے پھر مُنھ کو نہ پھیرا
ارنی بھی گئی بھاگی ساتھ ارنے کی گھبرا
ارنا تو نظیر اپنے اُدھر خوف سے بھاگا
یان گھونسلے مین پودنا پھولا نہ سماتا یا

کوّے اور ہرن کے بچّے کے بیان مین

اک دشت مین سنا ہی کہ اک خوب تھا ہرن
پھرتا تھا جو گڑی کو دکھاتا مزا ہرن
بچارا تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
دیکھا جو ایک کوے نے وہ خوشنما ہرن
دلکو نہایت اسکے وہ اچھا لگا ہرن

اور باتین کر کے کوے نے اُسکو لگا لیا
کوے ہرن مین ٹھہری جو گہری محبت آ
دم مین ہرن بھی کوے کی اُلفت مین آگیا
کوا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا
پھرتا تھا اسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن

صیادنے جو دیکھا ہرن تھوڑا جھپاک
سونٹے کو پھینکا دا جو پھرتی سے تاک
جلدی سے دوڑ جھپٹے ہرن کے وہ سینہ چاک
بھاگا وہ ہرن بن لگا بگیڈر کے آگے ہاک
سر اسکا پھوٹا اور وہ سلامت نہ ہا ہر

گیدڑ لے اس ہرن کا جو جیسا تھا دان برا
تھا یہ تو غزین لے اسی نظم بین گیا
پائی اُسی لے اپنی بدی کی دہین سرا
پونہچا نظیر جب وہ خوشی ہو کہ اپنی جا
لوسے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوان ہر

ایضا

کی وصل مین دلبر نے عنایات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا
یا ظلم سے دی ہجر کی آفات تو پھر کیا
گر عیش سے عشرت مین کٹی رات تو پھر کیا
اور غم مین بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا

مجنون کی طرح دل کو اگر ہنسنے لگا یا
دلبر نے بھی لیلی کی طرح گو کہ لگا یا
بیچین کیا روح کو اور تن کو سکھا یا
جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا بھی نہ پایا
قصہ مین ہے حرف و حکایات تو پھر کیا

جس شوخ پریزاد کی دل سے ہوئی چاہ
ہنسنا بھی ہوا باتین بھی اچھی ہوئین دلخواہ
ہر روز ملے اس سے رہے عیش کے ہمراہ
جد بوس و کنار اور جو تھا اسکے سوا آہ
گر وہ بھی میسر ہوا تہمات تو پھر کیا

تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب و دندان
آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک مین یکسان

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی
اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی
چلا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ
قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خواہ مخواہ
دوڑے ہیں آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑیں بغل میں مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کہار
اور اس میں جو پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
کس کس طرح کی بیچیں ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈے کوئی پناہ	دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز نظیر
بالفرض ہوئی اس سے ملاقات تو پھر کیا	

آدمی نامہ

دنیا میں بادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی	اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
ابدال قطب غوث ولی آدمی ہوئے	منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے	حتیٰ کہ اپنے زہد و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا	شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا	یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یاں تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
یاں آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور	یاں آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح میں ہے یاں ظہور	شیطاں بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی	
مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں	بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نماز یاں	اور آدمی ہی ان کی چراتے ہیں جوتیاں
جو ان کو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی	

[illegible]

یاں آدمی ہی لعل و جواہر ہیں بے بہا
اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ الٹا ہے جوں توا
گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند سا
بد شکل بد نما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک

[illegible]

اک آدمی ہین جنکے یہ کچھ زرق برق ہین
روپے کے اُنکے پاؤن ہین سونیکے فرق ہین
جھکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہین
کمخواب تاش شال دو شالو نمین غرق ہین
اور چیتھڑون لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہین کہ جنکے بچھے ہین نئے پلنگ
پھولونکی سیج اُنپہ چھکتی ہین تازہ رنگ
سوتے ہین لپٹے چھاتی سے معشوق شوخ سنگ
سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہین رنگ ڈھنگ
اور خاک مین پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہین آدمی ہی کفن کرتے ہین تیار
نہلا دھلا اُٹھاتے ہین کاندھے پر کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتی ہین روتے ہین زار زار
سب آدمی ہی کرتے ہین مردے کے کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر
ہین آدمی ہی کرتے ہین سب کار دلپذیر
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہے پیر
اچھا بھی آدمی ہے کہاتا ہے ای نظیر
اور سب مین جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہان
یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہان
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہان
عیش کر خوبان مین اے دل شادمانی پھر کہان
شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہان

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہین سو گھات سے
کچھ نہ ہے کچھ لوٹ خطان گلرخونکی ذات سے

[illegible]

روپیون کی تعریف مین

[illegible]

جسجا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے	تخان کی قدر تو نکا اُسی جا ظہور ہے جتنے ہین نور سب مین یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہین روٹیان	
آوے توی تنور کا جس جا زبان پہ نام وان سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام	یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام اسواسطے کہ خاص ہے روٹی کے ہین مقام
پہلے انھین مکانون مین آتی ہین روٹیان	
ان روٹیون کے نور سے سب دل ہین پور پور پیڑا ہر ایک اُسکا ہے برنی و موتی و چور	آٹا نہیں ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہین روٹیان	
پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے وہ سنکے بولا بابا خدا تجکو خیر دے	یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہین کاہے کے ہم تو نہ چاند سمجھیں نہ سورج ہین جانتے
بابا ہمیں تو یہ نظر آتی ہین روٹیان	
پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا وہ بولا سُنکے تیرا گیا ہے شعور کیا	اسکے مشاہدے مین ہے کھلتا ظہور کب کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہین کشف سب یہ دکھاتی ہین روٹیان	
روٹی جب آئی پیٹ مین سو قند گھل گئے وہ تر نوالے پیٹ مین جب آ کے ڈھل گئے	گلزار پھولے آنکھوں مین اور عیش تل گئے چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہین روٹیان	

روٹی نہ پیٹ مین ہو تو پھر کچھ جتن نہ ہو
میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو
سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہین روٹیان

اب جنکے آگے مال پوے بھر کے تھال ہین
پورے بھگت انھین کہو صاحب کے لال ہین
اور جنکے آگے روغنی اور شیرمال ہین
عارف وہی ہین اور وہی صاحب کمال ہین
پکی پکائی اب جنھین آتی ہین روٹیان

کپڑے کسی کے لال ہین روٹی کے واسطے
لمبے کسی کے بال ہین روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہے روٹی کے واسطے
سب کشف اور کمال ہین روٹی کے واسطے
جتنے ہین روپ سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا
اسوار ناچے گھوڑے کو کاوا لگا لگا
گھنگھرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا
اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہین روٹیان

دنیا مین اب بدی نہ کہین اور نکوئی ہے
یا دشمنی و دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے
سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہین روٹیان

دلکی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز	جسطرف دیکھیے بہتر سے ہی بہتر تربوز
اب تو بازار مین بکتے ہین سراسر تربوز	
کتنے ہین کھاتے نزاکت سے تراش اسمین دھر	تاکہ سینہ ہو خشک سردی مین ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہین کٹورے بھر بھر	کتنے بیجون کو کٹتے ہین خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہین کفایت سے منگاکر تربوز	
میٹھے اور سرد ہین اتنے کہ ذرہ نام لیے	ہونٹھ چپکے ہین جدا دانت ہین گر کر بجتے
شب کو دو چار منگاکر جو تراشے میٹھے	کیا کہو نہین وہ مٹھائی مین کہ کیسے نکلے
کوئی اولاد کوئی مصری کوئی شکر تربوز	
مجھسے کل یار نے منگوایا جو ڈکر بیا	اُسکے ٹانکے جو لگائے تو وہ کچا نکلا
دیکھ تیوری کو چڑھا کے غضب طیش مین آ	کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیون بے لایا ہے اٹھاکر یہ مرا سر تربوز	
جب کہا مینے میان یہ تو نہین ہے کچا	اور کچا ہی تو مین پیٹ مین بیٹھا تو تھا
اسکے سنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا	لاٹھی پائی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھاکر تربوز	
کیون میان ہمکو جو تم کرتے ہو کڑی کھیرا	کونسا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے برا
تم کو تو ڑ کیا ملنے کا رقیبون سے مزا	جھوٹی قسمین یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز	

غزل اصغر

سب ملکے یہی بات پکارین ہین ہمہ آن | گل بھی وہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان

اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن | کیا وحشی و طائر نہین کدم کوئی اُس بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چھن | اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن وہی

مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے | یا روح بن اُس خاک کے پتلے مین گھسا ہے
آپ ہی تو بنایا ہوا اور آپ ہی وہ بنا ہے | حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

اگر کہین دیتا ہے وہ سینے مین لگا آگ | اور حال کہین کرتا ہو لا منہ کی ادیر جھاگ
جو اُسکے شناسان ہین یہی کہتے ہین بے لاگ | مطرب وہی آواز وہی ساز وہی آگ

ہر راگ مین بولا وہ ہر اک تان مین آیا

کیا چمپئی کیا پستئی کیا اخضر و احمر | کیا سوسنی کیا کشمشی کیا ابیض و اصفر
اب مثل نظیر اس چمن دہر کے اندر | بے رنگ کے رنگون

سو طرح کے عالم کے خیابان مین آیا

ولہ

در بیان شب برات

کیونکر کرے نہ اپنی نمود اری شب برات | چیپک چاتی حلوی سے ہماری شب برات

بیان خواب و دیکھنے مین

مہتابی آگی چھوڑی ہین لڑکے جو رات ہین	کیا زر کیان شی چھوڑ و ہین مہین سکے ہاتھ ہین
کرتی ہے کام اُنکے سے یون جاری شب برات	
اور جو بہار حسن کے ہین پاکباز یار کہتے ہین اُنکو دیکھ کر آنکھوںمین کرکے پیار	گلکاری چھوڑے ہین جہان محبوب گلعذار کیا چاہیے میان تمہین ہت پھول اور انار
تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات	
گھنچکر اپنے دم مین کہین چرخ کھاتی ہین زیبٹ زیبٹ پٹاخے کہین غل مچاتی ہین	تو نجہ ہوائی سنگ کہین چرخ کھاتی ہین لڑکو نکے باندھ غول کہین لڑنی جاتی ہین
کرتے ہین پھر تو ایسی دھواں دھاری شب برات	
اگر کسی کے سیپر چھچھوندر لگی کڑی ہو گی گلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی	اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی چھڑی پانوں سے لپٹے شور مچا کر قلم تڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات	
چہرہ کسی کا جلگیا آنکھیں جھلس گئین ٹانگیں لچین کسی کی تو راتین بھلس گئین	چھاتی کسی کی جل گئی باہین بھلس گئین موچھین کسیکی بھک گئین پلکین جھلس گئین
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات	
کوئی دوستونکو دل مین سمجھتا ہے اپنی غیر کہتا ہے وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر	کوئی دشمنون سے دل کا نکالی ہے اپنے بیر یارب تو سبکی کیجیے برسا برس کی خیر
بے طرح کر رہی ہے نمو داری شب برات	

جسدم سے آنکھ مری انکھون نے وان جو بین	دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنین
دل لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش مین جا پڑی	
کیا کیا کہون مین شوخ کے عالم بناؤ کا	تصویر مین رہی تھی لگا سر سے تا بپا
اُس دم بندھی تھی اُسکی غضب آن کر ہوا	کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا
اک ہاتھ مین تھا آئینہ ک ہاتھ مین چھڑی	
دیکھی جو مین نے وان یہ طلسمات کی ہوا	عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہارین کہون کیا	چمکا جو وہ مکان مری آنکھو مین نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر مین جا پڑی	
ایسا مکان تو مین نے نہ دیکھا تھا نہ سنا	دیوانہ ہو مین چارو نطرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھون کوٹھے کے اوپر نظر اٹھا	اتنے مین اک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھو مین اُسگھڑی	
آ کر کھڑی ہوئی تھی جو وان ناگہان وہ شوخ	ایسی تھی ہر نگاہ مین عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ چلبلی نگاہ تھی کچھ انکھڑیان وہ شوخ	کرتی تھی سیر چارون طرف کی جو وان وہ شوخ
اتنے مین پھرتی اُسکی نظر مجھپہ آپڑی	
اُسکی نگہ کے آنے کا مین کیا کرون بیان	بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سنان
میری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگہان	میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے وان
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی	

مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاے
غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھاے
اہل جہان مین ہین جتنے [illegible]
[illegible]

در بیان انعام ہاے خدای زمین و آسمان عز اسمہ

ولہ

اے دل کہیں تو جا کے نہ اپنی زبان ہلاے	اور درد اپنے دل کا کسیکو تو مت سناے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ ہی تو پیٹ بھر کہاے	مشہور یہ مثل ہی کہون کیا مین تجھسے ہاے
غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھاے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاے	
قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے	مالک ملیک حیّ توانا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے	یعنے اُسی کا نام غفور رحیم ہے
غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھاے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاے	
ستار ذوالجلال خداوند کردگار	رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان و جن و پری فیل و مور و مار	جاری اُسیکے ہاتھ سے ہین سبکے کاروبار
غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھاے	
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاے	
کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے	پر سب نیازمندون کا اُسپر ہی ناز ہے
جتنے ہین بندے سبکا وہ بندہ نواز ہے	جتنی ہے خلق سبکا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھاے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاے
[illegible]

مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاے
غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھاے
محو ہین سب خلق مین کیا بات شاہ کیا وزیر
الشرفی غنی کو بیان اور مین سب فقیر
کیا

کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا ہے
جو مانگنا ہو اُس سے ہی مانگو میان نظیر

غیراز خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلاوے

در بیان مکائد اہل دنیا

کیا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا
جب دوست ملکے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجے دوستوں کا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گردن کو ہو اچکا تو چور رات مین ہے
اُسکی بغل مین گبتی تیغ اُسکے ہاتھ مین ہے
نٹ گھٹا کی کچھ نہ پوچھو ہر بات بات مین ہے
وہ اِسکی فکر مین ہے یہ اِسکی گھات مین ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور چھچھورا اپنے کار مین ہے
قزاق جس مکان پر فکر سوار مین ہے
اور صبح خیز بابھی اپنی بہار مین ہے
پیادہ غریب اسجا پھر کس شمار مین ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

در تپ غم کی طپش جبرًا ادر محسوس ہے | لگگی نیرنگی ہ برق شعلۂ فانوس ہے
جو شرر اس سے اڈھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم مین تیری صنم جسدم یہ چشم تر گئے | مر گئے پھر جی اٹھے تڑپا کئے دکھ بھر گئے
دیکھ تیرے حسن مین کیا کیا ہوا گھر گئے | صبر اور تسکین یان سے کوچ کب کا کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

ہمنشین احوال اپنا کوئی کیا تجھسے کہے | آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوے
خود بخود یہ دل مین بیہودہ خیال اٹھنے لگے | کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے اور سرزمین روس ہے

چاہیے جب دان تو کس عشرت سے کیجے زندگی | مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی | سب طرح سے راحت و خشمت سے کیجے زندگی
اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے

یہ خیال خام اپنے دل مین جب تھے پڑے | کھل رہے تھے عیش و عشرت کے طبیعت پر درے
جب زبان و دل سے باہم یہ سخن ہونے لگے | سنتے ہی عبرت پکاری اک تماشا مین تجھے
چل دکھاؤن تو جو ہر صورت کا محبوس ہے

سے جا نالے چلیگی یہ گلستانکی طرف | یا کہ آب یا حرم بیابان کی طرف
یہ وہ صحرا لیگئی نے باغ و بستانکی طرف | لیگئی اکبارگی گور غریبانکی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

رہنے کو ہیں کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا — کھنکھار جاگنے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

اب آگرے میں جتنے ہیں سب لوگ ہیں تباہ — آتا نظر کسی کا نہیں ایک دم نباہ
مانگو عزیزو ایسے بُرے وقت سے پناہ — وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہیں آہ
کسب و ہنر کے یاد ہیں جنکو ہزار بند

طرفہ بیسے جوہری اور سیٹھ ساہوکار — دیتے تھے سبکو نقد سو کھاتے ہیں اب اُدھار
بازار میں اڑے ہیں پڑی خاک بیشمار — بیٹھے ہیں یوں دکانوں پہ اپنی دکاندار
جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند

سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح — بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے بافت نہ بازاری کو فلاح — دکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یاں تنگ ہوا ہے آن کے لوگوں کا کاربند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے سنگ گر — اور جتنے پیشہ دار ہیں روتے ہیں زار زار
کوٹے ہے تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار — کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشہ والوں کے ہیں کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب کے سب گئے — اور ریشمی قوام بھی یکسر اچک گئے
زردار اُٹھ گئے تو بٹیے سرک گئے — چلنے سے کام تار کشوں کے بھی تھک گئے
کیا بال تلے کھینچے جو ہو جاوے تار بند

مدرسہ خاد ہونگے تین مقبرون کے بیچ
جز مین پڑھتے دالہیبت رسون کے بیچ
باھمن بھی سیر ٹکلتے ہین سب منبرونکے بیچ
حیران ہین پیرزادی بھی اپنے گھرونکے بیچ

نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہین تباہ
بھوکے ہین کچھ بجھائیو بابا خدا کی راہ
جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہین خواہ مخواہ
وان سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگو جب تو آہ

کرتے ہین ہونٹ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور نجیب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آ شام عنقریب
روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہین سب غریب
اُٹھتے ہین سب وہ کان سے کہکر کے یا نصیب

قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنھیں ہاتھ آتے ہین
جو خالی آتے ہین وہ قرض لیتے جاتے ہین
البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہین
یون بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہین

سوتے ہین کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اسوقت سے پناہ
یان تک امیرزادے سپاہی ہوے تباہ
محتاج ہو کے پھرنے لگی در بدر سپاہ
جنکی جلو مین چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ

وہ دوڑتے ہین اور کی پکڑے تہکار بند

ہے جن سپاہیون کنے بندوق در سالت
بندکے بندنار تو پل کے ہین کمان
گرویگا اسکے نام پہ چلہ کا ہے نشان
ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہان

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ ہوتا ہے باغباں سے ہر اک باغ کا نباہ	ٹوٹی حویلیاں ہیں تو ٹوٹی شہر پناہ وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغباں ہو نہ مالک نہ خار بند	
کیوں یارو اس مکان مین کیسی چلی ہوا جو ہے سو اس ہوا مین دیوانہ سا ہو رہا	جو مفلسی سے ہوش کسی کا نہیں بجا سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب سکے چار بند	
ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے گھر	گر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاوین ایک بار تو سب کاروبار بند	
عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے	مُلّا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چار بند	

شہر اکبر آباد کی تعریف مین

شہر مکان مین اب جو ملا ہے مجھے مکان دیکھین ہین آگرہ مین بہت مینے خوبیان	کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کرون بیان ہر وقت اسمین شاد رہے ہین جہان جہان
رکھیو الٰہی اُسکو تو آباد جاودان	

کنکوے اور پتنگ کی تعریف مین

یان جن دنون مین ہوتا ہے آنا پتنگ کا
ہوتا ہے کتنون سے منگانا پتنگ کا
ٹھہرے ہے ہر مکان مین بنانا پتنگ کا
کرتا ہے شاد دل کو اُڑانا پتنگ کا

کیا کیا کہون مین شور مچانا پتنگ کا

اڑنا دو باز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُسپہ کبھی نگاہ
دیکھے تو باز جرے کو اسکی دل سے چاہ
بحری کہے بھی دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ

ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اس بہار سے اُڑتا ہے للیرا
گھائل کے اُڑنیکی بھی صفت اب کہون مین کیا
بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مبتلا
گھائل جو عشق کے ہین یہ کہتے ہین ملا

ہے دل مین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اُڑنا لنگوٹے کا ہے ایسا کچھ ارجمند
اور چاند تارے کی بھی چمک چاند سے دو چند
گوشے سے جسکو دیکھے آوے لنگوٹ بند
اُڑنا بہار ٹیلے کا بھی ہے اسقدر بلند

اکھڑے تو پھر فلک پہ ہو پانا پتنگ کا

تکلے کے اُڑنے مین بھی وہ خوبی ہے آشکار
پتے کے مول کا بھی دونا ہے خوش نگار
چھلی نگر کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
دھر بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار

چنچل بن اسقدر ہے جتانا پتنگ کا

کٹتا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اُسے | دو دو ہزار دوڑتے ہیں چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے | جب اس طرح کی سیر بھلا آنکر پڑے

پھر سوچیے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے میں یہ بھی تماشا ہے دلپذیر | ہوتے ہیں پادشاہ جسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو ڈور میں اسیر | خوباں کے دیکھنے کے لیے کیا بیان نظیر

ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

کبوتر بازی

ہیں عالم بازی میں جو ممتاز کبوتر | اور شوق کے طائر ہے ہیں انباز کبوتر
بھاتے ہیں بہت ہمکو یہ طناز کبوتر | مرتے جو سمجھیں ہمیں ہمراز کبوتر

پھر ہے بھلا کیونکر رہیں باز کبوتر

جیحوں ہیں گرچہ پر عجب انداز کی پر ہیں | صورت میں پریوار تو ستے میں بشر ہیں
آواز سے واقف ہیں اشارات سے خبر ہیں | پرواز میں ہمشیر عنقا ہے نظر ہیں

کیا گولے ہوں اور کیا ہوں گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چہے بدڑی و بدڑے | چنڈول اگن لال بئے البلنے لوٹے
کیا طوطی و بیناؤ بے تیتر و شکرے | طائر ہیں غرض بازی اشغال کے جتنے

کی غور تو ہیں سب سے سرافراز کبوتر

ہیں بصرئی اور کابلی شیرازی شستر | جو باچندن و سبز ملمی ششتر داکر

اور اک طرف دل لینے کو محبوب بھبوکے لڑکے
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہوں کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ تار جیاوین کی کچھ ہولی گاوین اڑ اڑ کے
کچھ لچکیں شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے
کچھ کافر نین مٹکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا جھکڑ ہو
اس کھینچا کھینچ گھسیٹی پر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شراب نشے مزا اور ٹکیا سلفا گکڑ ہو
لڑ بھڑ کے نظیر پھر نکلا ہو کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ ہو
جب ایسی عیش مہکتی ہو تب دیکھ بہاریں ہولی کی

در مذمت دنیائے دون

یہ پیٹھ عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے
یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بٹھی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا ہے نہ بھٹی ہے
غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج زری کا سر رکھ کر کوئی تخت اوپر چڑھ آتا ہے
کوئی کپڑے رنگ کے پہنے ہے کوئی گدڑی اوڑھے جاتا ہے
کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہلاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ رشتہ ہے نہ ناتا ہے
غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی ڈھونڈے دولت کو
کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور تیرا ہو سو مجھ کو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے ہے خوش ناحق کو
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

در خوشامد کے بیان میں

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے
آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے
شاہ مسرور غنی شاد گدا راضی ہے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے
اور نہ ہو کام تو اس ڈھب کی خوشامد کیجے
انبیا اولیا اور رب کی خوشامد کیجے
اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے
جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خالہ کہتی ہے کہ کیا خوب تیرے صدقے جاؤن
نانی کہتی ہے کہ پیارا تیرے صدقے جاؤن
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے

چار دن جسکو خوشامد سے کیا جھک کے سلام بڑی عاقل بڑہو دانا نے نکالا ہے یہ دام	وہ بھی خوش ہوگیا اپنا بھی ہوا کام مین کام خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
صد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے چھڑ دیے جسکی طرف ہاتھ جو آہ غور سے ہمنے جو اس بات کو دیکھا واللہ	وہین خوش ہوگیا کرتے ہی وہ ہاتھو پہ نگاہ کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
صد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہین وہی جنکا خوشامد کا مزاج ہاتھ آتا ہے خوشامد سے مکان ملک اور تاج	جو نہین کرتے وہ رہتے ہین ہمیشہ محتاج کیا ہی تاثیر کی اس نسخے نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
صد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے ماں خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے	غیر کیا اپنی ہی گھر بیچ یہ سکھ دیتی ہے نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
صد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

بی بی کہتی ہے میاں آتر سے صدقے جاؤن	ساس بولی کہیں مت جا تیرے صدقے جاؤن

وہ تاجدار شاہ جہان جو بیان ہوا ہے

تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون

اسکی صفت تو ...

در حمد الٰہی

الٰہی تو وہ فیاض ہے اور تو غفار ہے

گنبد کہیں ہیں اور مکان ہیں جو آس پاس برسون تک اُسمین رہے تو ہووے نہ جی اداس	وہ بھی برنگ سیم چمکتے ہین خوش اساس آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس
ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے	
ہین پھر مکان کے وہ دو مرقد جو ہین بان سنگین گل جو اُسمین بنائے ہین تو نشان	گرد اُن کے جائی اور مجر ہے درفشان بھی کلی سہاگ رنگ و رنگ ہی عیان
جو نقش اُسمین ہے وہ جواہر نگار ہے	
دیوار و در ہین سنگ مین نازک عجب نگار دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار	آئینے بھی لگے ہین مجلی ہویدا ر ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اسکے چار
چارون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے	
پہلو مین ایک برج ہے جسے کہتے ہین اسے مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے	آتے نظر ہین اُس سے مکان دور دور کے پھر اور بھی مکان ہین اور ہر دم کھڑے
دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے	
جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا	آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا ہلتی ہین ڈالیان سبھی گل ہی جھولتا
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے	
سرو سہی کھڑے ہین قرینے سے نسترن رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن	گوگو گرے ہین قمریان ہو کر شکر شکن گلنار لالہ و گل و نسرین نسترن

بیان ... نظام کار

باعث خلق انکو ہوئی ہو یا صاحب ذوالمنن
اور اک سطح پر جو زمین ہین ... یا محمد مصطفےٰ
ہو سعادت کے قرین ہو یا محمد مصطفےٰ
تم انور دو زمین ہو یا محمد مصطفےٰ
دیدہ قرآن ... جان آفرین ہو یا محمد مصطفےٰ
زینت بستان دین ہو یا محمد مصطفےٰ
احمد مختار ہو تم ... ہر دو سرا

سب کیے اور الطاف بے انتہا	لطیر اس سوا کیا کیے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہین یا کریم	

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم شہ دنیا و دین ہو یا محمد مصطفےٰ	سرگروہ مرسلین ہو یا محمد مصطفےٰ
حاکم دین متین ہو یا محمد مصطفےٰ	قبلۂ اہل یقین ہو یا محمد مصطفےٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفےٰ	
آسمان تمنے شب معراج کو روشن کیا	عرش و کرسی کو قدم آپنے دی نور ضیا
رنگ و بو گلشن کے جنت کی بڑھائی بلا	جس جگہ وہم ملائک کو نہین ملتی ہے جا
وان کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفےٰ	
ہے تمہاری پشت پر مہر نبوت کا نشان	اور تمہارا وصف طٰہٰ و یسین ہین عیان
معجزے جو ہین تمہارے انکا کب ہووے بیان	کشور اعجاز جو ہے اسکے تم با عز و شان
صاحب تاج و نگین ہو یا محمد مصطفےٰ	
تمکو ختم الانبیا حق بھی حبیب اپنا کہے	اور سدا روح الامین آدیے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہین تمہارے سے ملے	ہے نبوت کا جو اقدس بجز تم اس بحر کے
گوہر یکتا ثمین ہو یا محمد مصطفےٰ	
ہین جو یہ دونون جہانکی آفرینش کے چمن	جسمین کیا کیا کچھ عیان ہین صنع خلاق کی

اگر دانا ہے تو لے مرد عاقل | بنباید جستن اندر صحبتے دل
کہ بے ایشان بماسنے تا بمانند

تکبر مین نکر عمر اپنی برباد | تجھے کیا آہ نکتہ یہ نہین یاد
حجامت اپنے ہاتھون داد بیداد | نہ دل خاک بود ست آدمی زاد
بہ آخر چون ببیند یستی ہمانند

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش | سبھون کو ایک دن چلنا ہے درپیش
امیر وقت کیا محتاج دلریش | پس آن بہتر کہ اول آخر خویش
ببیند لشند و قدر خود بدانند

سراسر کام مین دنیا کے گندے | ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے
غرور و کبر مین مت اپنا تن دے | زمین خندے بخود و از خلق و خندے
ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اک دن گورستان مین دل ہار | جو دیکھا ہے تو با چشم رخ زار
پڑی اُڑتی تھی وان ہر قبہ پر گرد | نکلے بر تر تھے فریاد سے گرد
کہ اینہا پادشاہان جہانند

یہ وہ ہین جنکے تن تھے گورے گورے | بڑے تھے سلطنت کے انکے تورے
مرصع جام و زرین آبخورے | بہ گفتم تختہ بر گین ز گور سے
بہ بین تا پادشہ یا پاسبانند

گمان وہم کی جا گہ نہیں یہ	بروایں دام بر مرغ دگرنہ
کہ عنقارا بلندست آشیانہ	
اگر ہے تجھکو اس رہ سے سروکار نہ رکھیو بیخودی کی کچھ خبردار	تو ہو سب ماسوائے تارک اے یار نہ بندی زنان میان طوق کمردار
اگر خود را بہ بینی در میانہ	
وہی عاشق وہی معشوق دلجوست وہی حامی وہی دشمن وہی دوست	وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست
خیال آب گل در رہ بہانہ	
نظیر اب جو تو شیدائیست حافظ نہ دریا و نہ صحرائیست حافظ	وجود ما معمائیست حافظ وجود ما معمائیست حافظ
کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ	

مخمسہ ثانی

تھا جو از بسکہ میں عصیان سے خراب آلودہ اہل تقویٰ کا سمجھ دانہ د آب آلودہ	طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ
خرقہ تردامن و سجادہ شراب آلودہ	
لیگیا شوق جو وان سبکو اٹھا دوش بدوش دیکھکر مجھکو پڑا خواب میں غفلت کے خموش	جاتے ہی رہ گرا پیرمغانکے مدہوش آمد افسوس کنان مغبچۂ بادہ فروش

[illegible]

در بیان فنا

[illegible]

جیتا ہے خدا جانے دیا مر گیا رو رو	کیا جانے کس حال مین ہو ویگا عزیز دو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالےٰ	
ہین گرچہ اگر بین ہی مین بھی نہ شوخ وہ مشہور کیا کیا مین کرون اسکی اب عیاری کا مذکور	پر دم مین کیسکے نہین آتا ہے بمقدور بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے چل دور
اور دل کو کہا لے تو وہین ہنس کے کہا لا	
دل سب سے اٹھا جان تجھے مین نے جو چاہا اب نزع مین ہے جان تیری تغافل سے آہا ہا	جو ظلم و ستم تو نے کیا مین نے اٹھایا رگ رگ مین ترے ہجر مین ہے اشک مسیحا
مرتا ہون مری اب کوئی جینے کی دوا لا	
اس شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سناؤ کچھ باقی نہین مجھ سے تم اب ہاتھ اٹھاؤ	یعنی مجھے اس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پنہاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک کمر کا بالا	
کل ہو جو گیا اس صف مژگان کے مقابل چپ ہو نے سے اب مجھکو یقین ہو گیا کامل	بسمل سا تڑپتا تھا سر شام سے گھائل شاید کہ ہوا زار کو سینے مین مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا	
نے زر ہے مرے پاس جو اس شوخ کو دیکھون کچھ بن نہین آتا ہے کسے جا کے سناؤن	نے زور کہ دھمکا کے اسے پاس بلاؤن اگر بس ہو مرا تو مین کسی چور سے کہدون
جا آج پلنگ اسکے تو سونے کا اٹھا لا	

[illegible]

ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں یہ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیئے پاک ہوے

در بیان موت

دنیا کے بیچ یار و سب زیست کا مزا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خاک کیا ہے
جلیتے ہیں کے واسطے ہی ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے

ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

جیتو نکے دل کو ہر دم کیا عیش یہ بیپہ ہے
جب مر گئے تو ہرگز مے ہے نہ کوئی شے ہے
گلزار باغ سیر ہن ساقی صراحی مے ہے
اس مرگ کی ستم کو کیا کیا کہوں نہیں ہے

ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھی مالک تھے اپنے گھر کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہگذر کے
جب مر گئے تو ہرگز گھر کے رہے نہ در کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

مرنیکے بعد کوئی الفت نہ پھر جتاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
نے بیٹا پاس آوے نے بھائی منہ لگاوے
اس مرگ کی جفائیں کیا کیا نہیں بتاوے

ڈرتی ہے روح یار و اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

تو جو خوبانین خوار ہووے گا ہاتھ پھر سر پہ رکھ کے روے گا	اپنی سب دلبری ڈبووے گا بات سب منت اپنی کھووے گا

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو وان ایک گورا سا لڑکا ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا	اپنے یار دینن کچھ وہ کہتا تھا یا خدا جانے تھا وہی سچا

تو تو اس طور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا	وہ تو کچھ اور اور ہی پھر کا اُسنے سودا ہے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے بولا صاحب نہین تو سودا ہے	کیا وہ ایسا خراب ور سوا ہے وان تو جھگڑا ہی سارا پرچا ہے

کیا تمھارے ہین بند اب تک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی	کیا کسی نے لگا لیا چھاتی

کیون ستمگر یہ کیسی بات ہے نئی نوبت اب یان تلک تو آپہنچی	اُسنے جو کچھ کہی سو تونے سہی اب نقارے سے ہی بجتے ہین باقی
دیکھ عاشق نظیر کو بیجان اب بھی ظالم ہماری بات کومان	

در تعریف پنجتن پاک

ہے دلمین مرے یاد جو بارہ امام کی یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح وشام کی	اور آرزو ہے ساقی کوثر کی جام کی تسبیح ہزار دانہ ہو اور اُنکے نام کی
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی	
اول تو دل ہو صاف دوم جسم تابناک چوتھے عدو کا عیب سے ہو جاوے سینہ چاک	سوم کہاؤن فہما نہین گنہ سے پاک اور پانچوین مین ڈالون مخالف کے فرق خاک
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی	
تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول دونون جہان مین خوش رہون از خدمت رسول	ہو روح شاد دل ہو میرا کبھو ملول روزہ نماز ورد وظائف ہون سب قبول
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی	
بھاگی چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید جن و پری ہون دل سے مرے آنکر مرید	ٹل جاوین دیو چھپنے لگین سنکر شدید جیتا رہون تو شاہ جو مرجاؤن تو شہید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی	

[illegible]

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے	
دنیا مین جتنے لوگ ہین کیا شاہ کیا فقیر کیا عشرتین بہار کی کیا عیش دلپذیر	سب کہہ رہے ہین ایک اگر کہو مین ہے اسیر جن خوبکا تمنے نام لیا اب بیان نظیر
سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے	

در بیان تلاشِ زر

دنیا مین کون ہے جو نہین مبتلائے زر آنکھوین دلمین جان مین سینے مین جا ہے زر	جتنے ہین سبکے دل مین بھری ہے ہوائے زر ہمکو بھی کچھ تلاش نہین اب سوائے زر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر	
کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین	اور کتنے زر کو کشف کرامات کہتے ہین کتنے اِسکو قاضی الحاجات کہتے ہین
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر	
آب طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے دنیا مین عیش دین بھی عشرت کے ساتھ ہے	وہ بوند کیا ہے چشمۂ آب حیات ہے زر وہ ہے جس سے دونون جہان مین نجات ہے

بجتا ہین اشک شام و سحرگاہ کیا کرون
ملتا نہین کبھو تو بھی وہ گمراہ کیا کرون
فرصت ہو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون

کہتا ہے کوئی ہای کہان زر کو پایئے	کیا کیجے زہر کھایئے اور مرہی جایئے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر ہر اک یہی پکارے ہے درات ہای زر	
سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے سب مین زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے	لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے زر وہ ہے جسکا حسن بھی ادنی غلام ہے
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر ہر اک یہی پکارے ہے درات ہاے زر	
ہوتی ہین زر کے واسطے ہر جا چڑھائیان بندوقین اور ہین کہین توپین لگائیان	کٹتے ہین ہاتھ پاؤن گلے اور کلائیان کل زر کی ہو رہی ہین جہان مین لڑائیان
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر ہر اک یہی پکارے ہے درات ہاے زر	
جتنی جہان مین خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر سب ہینگے زر کے جال مین جی جان سے اسیر	پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر کیا کیا کہون مین خوبیان زر کی بیان نظیر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلاے زر ہر اک یہی پکارے ہے درات ہاے زر	

در بیان شکوہ گذاری محبوب

اس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کرون	تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کرون

نے آہ کا مکان ہے نہ رونیکی آب ہے رجا ہے گر ایک غم پڑی تو اسی جی مزا اُٹھاے	نے دلکو ہے صبر دلدار منہ لگاے اُس آسمان پھٹے کو کہون کس سے اب مین ہاے
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون کیا بےبسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون	
چاہون کہ تجھکو عشق مین ہے اگرون اسیر نے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر	تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر کیا بےطرح کے غم مین پھنسا ہون مین اے نظیر
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون کیا بےبسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون	

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد مین رہنا عبادت اسکو کہتے ہین علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہین	علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہین علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہین
علی کی حب مین مرجانا شہادت اسکو کہتے ہین	
اسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے اُسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے	اسی کو لافتی ہر دم کہا اللہ اکبر نے اُسی کو دمک دمی کہا اُس شاہِ برتر نے
خدا و مصطفی سے ہے قرابت اسکو کہتے ہین	
کیا مولا سے گر کسی نے اک سوال آکر	جو مانگا اک شتر اسکو دلادی سیکڑون اشتر

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

اور جو کہوں کہ چشمہ آب حیات ہے / یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے / اور اُسکی اُسکے فضل سے یارو نجات ہے

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا / کہو ہر کوئی کہ لعل و گہر ہیں بے بہا
سو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک میں گڑا / اور یہ بھی ہو نثار سدا آب میں رہا

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

ثنا ہا تری جو مدح بناتا ہے اب نظیر / تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر / صلوٰۃ پڑھکے یہ ہی سُناتا ہے تب نظیر

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

در مدح حضرت سلیم چشتی
ولی خدا اقدس اللہ سرہ

ہیں دو جہاں کے سلطان حضرت سلیم چشتی / عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیم چشتی / مقبول خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفان حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش بریں کے تارے / گلزار دین کے گلبن اللہ کے سنوارے

...ک صفا یہ دل ہو ہر صاحب یقین کے — ذرہ نہین تفاوت تم آسمان و دین کے

ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی

...لم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے — حرمت سے دو ستون کو حضرت تمہاری رو سے
چاہتا ہون اب مین یہ دلکی آرزو سے — رکھیو نظیر کو تم دو جگ مین آبرو سے

اے موجد ہر احسان حضرت سلیم چشتی

دربیان عُرس حضرت سلیم چشتی

...ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا — ذکر کیا یان گنہ کی زشتی کا
بحر ہے عارفون کی کشتی کا — فخر ہے حرف سرنوشتی کا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ — پھول پھولے ہین فیض کے دلخواہ
دیکھ رضوان بہاریان کی واہ — دل مین کہتا ہے دمبدم اللہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے — ابر رحمت کا نور برسے ہے
حور و غلمان کی روح ترسے ہے — اور اشارہ بھی نظر سے ہے

طفل و پیر و جوان غریب و فقیر		پر سبھو کی زبان پہ یہ تقـ…
	رشک ہے گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
کتنے وان سیمتن بھی پھرتے ہین شنخ گل پیرہن بھی پھرتے ہین		غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہین دلربا دل شکن بھی پھرتے ہین
	رشک ہے گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
کتنے نظرون سے زخمی ہوتے ہین کتنے اُلفت کے تخم بوتے ہین		کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہین کتنے موتی کھڑے پروتے ہین
	رشک ہے گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
جانشین ہین جو صاحب مسند اُنکی خوبی نظیر ہے بے حد		عارف الحق میان علی احمد سب پکارے ہین خلق بجدٌ…
	رشک ہے گلشن بہشتی کا عُرس حضرت سلیم چشتی کا	
	در بیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	

اعجاز صدق دل سے کلمہ …
اسی کلمے کے نور سے …
اسی کلمہ کے باعث عرش عالی …
اسی کلمہ کے باعث دین و دنیا مین ثنا خوانی
اعجاز صدق دل سے …
اسی کلمہ سے عرش و کرسی لا مکان روشن
اسی کلمہ سے ہین جنت کے باغ و راغ و بستان روشن

یہی کلمہ کرے کا وان …
اعجاز صدق دل سے …
اسی کلمے سے عزرائیل کی …
اسی کلمے نے …

سوا نیزہ کے اوپر جبکہ ہوگا آفتاب آیا — ہراک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
ریگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا — یہی کلمہ چھتر بنکر کریگا تجھپہ واں سایا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

تلینگے جب وہاں سب کے عمل میزان کے پلے پر — جو ہلکے ہین پڑینگے آتشین گرز انکے کلے پر
جھے تو لینگے جبدم اُس ترازو کے محلے پر — یہی کلمہ میاں واں بھی ترے ہو دیگا پلے پر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

جو پورے ہین میاں اُنکی تو ہو گی گرم بازاری — کبھی ہر جنس خلکی اُنکی واں ہو گی مٹی خواری
ترا پلا بھی جب کرنے لگا واں جا سبکساری — یہی کلمہ بنا دیگا ترے پلے کو واں بھاری

پڑھا کر صدق دل سے رات کلمہ محمد کا

پڑیگا العطش کا شور اُس میدان میں جب آکر — پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگین گی سوکھنے تالو زبان تجھپر — یہی کلمہ تجھے پانی پلا دیگا میاں بھر بھر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاویگا — محمد کی شفاعت سے بھی تجھکو بخشوا دیگا
بہشتی کرکے حلہ نور کا تجھکو پہنا دیگا — بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت میں لیجا دیگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ تجھے واں جام کوثر کا پلا دیگا — یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھا دیگا
یہی کلمہ ترا منہ چاند سے روشن بنا دیگا — یہی کلمہ ترے ہر وقت واں پر کام آویگا

پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر بارے
نظیر آیا ہے باہمن بنکے راکھی باندھنے

باندھالو اس سے تم ہنسکر اب اس تہوار کی راکھی

مخمس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سرخ شال آیا
گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا
کھا کھا کے پان ظالم کرہونٹھ لال
جب منہہ سے وہ پری ملکر گلال

اک دم تو دیکھ اسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا ساماں ہے آج سب گھر اسکے
از ماہ تا بماہی بندے ہیں بے زر اسکے
اب تو نہیں ہے کوئی دنیا مین ہمسر اسکے
کل وقت شام سورج ملنے کو منہہ

رکھے شفق کے سرپر طشت گلال آیا

خالص کہیں سے تازی اک زعفران منگا کر
شیشے مین بھر کے نکلا چپکے لگا چھپا کر
مشک و گلاب مین بھی ملکر اسے
مدت سے آرزو تھی اک دم لگا

اک دن صنم پہ جا کر مین رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر
چالاک جست کافر گمراہ اپنے لیکر
سب ہمنشین حسب دلخواہ اپنے لیکر
دس بیس گلرخون کو ہمراہ اپنے لیکر

یوہیں بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اسگھڑی تھا اسباب سب مہیا
ہاتھوں مین دلبرونکے ساغر کسی کے شیشا
بہتا تھا حسن کا بھی اسجا پہ ایک دریا
کمروںمین جھولیوںمین سیروں گلال باندھ

اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

خمسہ بر غزل خود

قمر خجل ہوا خو نکی تھلک نہ دیکھ سکا
کبھی لب کے ہجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی گندن فی الک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم مین نہو دخل سو مہورت کو
ملاپ تجھ سے کہان آب گل کی سورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
تو وہ ہو نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مرجان ملک نہ دیکھ سکا

غم فراق مین جیسے ہم جو اکتا سے
تو دان بھی در ہماری ہوا نے اُڑوائے
نہ دان یار کی کوچے مین جا کے کام آئے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
ہمین تو آہ فلک یان تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہون سوکھ کے کانٹا مین ہجر مین زرد
کمال ضعف کا اپنے کہو مین کیا یا رد
نہ بال اور کمر اب ہے مر مقابل ہو
یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اُسکی اُٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ مجھے جب سے شوخ سے پالا
لگا لگا کے نگاہونکا تیر اور بھالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل نے سکھ پایا
گھڑی تو دلکو بردیا گھڑی جگر چھیدا
کبھی خوشی مجھے وہ اک ملک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ خمو نمین شراب ہے باقی
بھونکی عیش کی یان رہی ہے بیدباقی

یا الٰہی تین یار حسین یا ظلم یا بیداد ہے	کچھ رہ نہین جاتا میان آخر کو سب برباد ہے
اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
جو عشرتین آکر ملین تو بھی وہ گزر جانا میان یان سکھ مین یا دکھ مین غرض ان سے گذر جانا میان	جو درد دکھ آکر پڑین تو بھی وہ پھر جانا میان یان چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میان
اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
اب دیکھ کسکو شاد ہو اور کسپہ آنکھین نم کرے یاد لگو رو بیٹھکر یا درد دکھ مین کم کرے	یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے یا نکلا ہی طوفان ہے اب کسکی جوتی غم کرے
اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
گر تو نظیر اب سچ ہے ہر حال مین بھی شاد ہو آزادگی بھی دیکھ لے جنجال مین بھی شاد ہو	دستار مین بھی ہو خوشی رومال مین بھی شاد ہو اس حال مین بھی شاد ہو اس حال مین بھی شاد ہو
اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا	
در بیان ہولی	
جدا نہ ہمسے ہوای خوش جمال ہولی مین ہر ایک عیش سے ہیگا بحال ہولی مین	کہ یار بھرتے ہین رنگ تال ہولی مین بہار اور کچھ ایکی ہے سال ہولی مین
مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی مین	
سبھو نکے عیش کو بھاگن کا یہ مہینا ہے طلا کا زرد کے سر بسر خزینہ ہے	سفید و زرد مین لیکن کمال کینا ہے سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے

میاں میں کیا کہوں شہر اس قدر کی ٹھہری بہار	جدھر کو آنکھ اُٹھا کر نظر کرو اکبار
ہزاروں باغ سواں ہیں گروں ہیں گلزار	چمن چمن پٹے پڑے بھر نیے ہیں سرو گل رخسار
عجب بہار کے ہیں نونہال ہولی میں	
جو لہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے	علم لیے ہوئے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلعذار چلتی ہے	پچھاڑی عاشقوں کی سب قطار چلتی ہے
سبھوں کے دل میں خوشی کا خیال ہولی میں	
گلال جیب میں کتنے بھرے ہیں جو پائے	تمام ہاتھوں میں گڑوی بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے	تو اُس سے کہتا وہ ہنسکر کہ آمری جائے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی میں	
اسی بہار سے گوکل پوری میں جا پہونچے	اور منڈی نائی کی اور سید خاں کی منڈی سے
سب عالم گنج میں شاہ گنج و تاج گنج پھرے	ہیں شہر میں نہیں اور گرد شہر کے رستے
ہوا ہجوم کا بس کمال ہولی میں	
سبھوں کو لیکے کناری بازار میں آئے	پھر موتی کٹرہ پھلیٹے کے لوگ سب دھائے
کہ بیل منڈی و پنی گلی کے بھی آئے	جہاں تہاں سنے یہ گھر کے لوگ سب دھائے
کہ میوادوں کے دیکھیں جمال ہولی میں	
ہوئی جو سب میں شریف و رذیل میں ہولی	تو بھلے رنگ کی پچکاریوں کی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری	کسی کے منہ پہ لگائی گلال کی مٹی

بوسے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے
کوئی چوسنی منھ میں دیوے کوئی جھنجھنا لگاوے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

چھوٹا سا کوئی انکا گرتا نکالتا ہے
یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سیر پر سبھالتا ہے
ماں دودھ پلاتی اور باپ پالتا ہے
نانا گلے لگاوے دادا اچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہین طفل شیر خورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہوگا
جب گھٹنیونپہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پانون چلے تو وان سے پھر اور پیار ٹھہرا
سب زندگی کا خط ہے انکو نظیر ابا ہا

کیا سیر دیکھتے ہین یہ طفل شیر خورے

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیرین کلام ما
رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
زو روزگار سکہ دولت بنام ما
ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما

مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

زاہد تو کم خورے ہے گرین تن کو اپنے کاست
ہم رند پی شراب گرین عیش لکھے راست
جبدم کہ آگے ہو دیگا دیوان جستہ خاست
ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست

نان حلال شیخ ز آب حرام ما

جامے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم
غم را بہ پشت پا زدہ عشرت خریدہ ایم

یہ جو مین پہنا ہے جبہ سربسر	ہے بھرا اس مین سراپا مکر و شر
دب خدا کے واسطے اے مغ پسر	ساغری بر کفنم نہ تا ز سر
برکشم این دلق ازرق فام را	
تنگ دارم منزل و ماوای خود	کردہ ام کوی مغان را جای خود
عاشقم بر طرز بے پروای خود	محرم راز دل شیدای خود
کس نمی بینم ز خاص و عام را	
یہ جو یان خوبان کہین ہین بند و بست	دل کو لیتے ہین بعید افسون و دست
انکا مین عاشق نہین ہے خود پرست	باد لارامے مرا خاطر خوش است
کز دلم یکبارہ برد آرام را	
عشق مین آرام دل ہوتا ہی کب	یان تو ہر دم غم ہی اور رنج و تعب
کوئی دن مثل نظیر اس غم مین اب	صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را	

مخمسہ دیگر

تا کے بدلق و سبحہ کنی فکر دام را	آری بحلقہ در کفت خود خلق عام را
بگذار یک نفس تو چنین مکر خام را	صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بنگری صفائے مے لعل فام را	
یہ صیدگاہ عشق ہے دیر و حرم نہین	یان لاکھون جال اڑ گئے اور سیکڑون کہین

حافظ مرید جام مے است ای صبا برو
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

پنکھے کوئی پکڑے کوئی کھولے ہے کھڑا بند
دم رک کے گھلا جاتا ہے کہ جیسے ہراک تن

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اس

ایدھر تو پسینوں سے پڑے بھیگے ہیں کھائیں
کپڑا جو پہنیے تو پسینے اسے آئیں
گرمی سے ادھر میل کی کچھ چیونٹیاں کاٹیں
ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیاں چاٹیں

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اس

رکنے سے ہوا کے جو برا ہوتا ہے احوال
دم دھوکنے لگتا ہے لٹا رونگی گویا کھال
پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
کچھ روح کو بیتابیاں کچھ حال کو جنجال

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا
آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
کپڑے بھی برے لگتے ہیں جی جاتا ہے بھولا

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اس

ہوتی ہے امس جو کبھی اک رات کو آکر
ایدھر تو ہوا بند ادھر پسو و مچھر
گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی سراسر
پانی کوئی پیوے تو ادھر سے بھی وہ بدتر

تضمین غزل خود

کھڑا ہو دور سے ٹھہر کے ٹک نظر میں نے	تمھیں تو شام کو دیکھا تھا بام پر بیٹھے
تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر	
اگرچہ ہمکو ستاتے ہو تم بہت سا جی تمھاری مجھ سے تو الفت چھوڑ جیتی جی	جھڑک جھڑک کے اٹھاتی ہو تم بہت سا جی یقین ہے بلکہ مری جان جب نکلے گی
تو آ رہے گی تمھارے ہی جان کوٹھے پر	
تمھیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تم لڑکے یہ وقت شام ہے اور دونوں وقت ہیں ملتے	گلاب و عطر ملا ہے جو تم نے کپڑوں سے مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالوں سے جان کوٹھے پر	
ادھر سے زلف بھی آ کر ہوا سے لہرا دے ادھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جھمکا دے	ادھر سے پان و مسی بھی جو رنگ کھلا دے بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی نکلجا دے
تمھارے حسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر	
جہان تو نکی محبت کا کارخانہ ہے یہ بار بار کے آنے سے ہنسے جانا ہے	دہان تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے جھمک دکھا کے ہمیں اور بھی پھنسانا ہے
کبھی تو چڑھتے ہو تم جا بجان کوٹھے پر	
میاں یہ سر بازار کچھ تو خوف کرو نشے میں پیارے ہنس ہنس کے مجھ سے مست اٹھو	گلابی پیتے ہو مے کی تو ٹک کنارے پیو تمھیں تو کیا ہے ولیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر	

کیونکہ صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر
گلشن مین جائے پھرتا ہون اُس قد کو یاد کر
دو دو پہر مین سرو صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار
اک آن مین جلا ئیگی غیرونکے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار
رو دینگے ہم تو دیکھیو کوچہ مین نے ایار
پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس

خلوت مین گاہ گاہ وہ آئے دسترس مجھے
جو ہاتھ جوڑ پانون پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت مین دیکھتا نہین ہر چند دل مجھے
اُس شوخ کی طرف مین فیونکی خوف سے
دیکھون بھی ہون تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہین جو ساتھ پھر سکے
کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گردِ گل کے صبا جسطرح سے
ہم تو کمر بندھا ئینگے چیلے سے پھر ہے
پٹکے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئین نالہ کیا کرون
اب جی مین ہے پتنگ کی مانند جل اُٹھون
گو شعلہ رو کے گرد سر اور مانو نسے چلون
مثل بیٹھی آہ کا چکر سا باندھ دون
پھر لے دے گرد آپ مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز بیٹھ سکون کب مین لغگا
اُس بن تو ایکدم نہین دلکو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتین ہین بے شمار
یاران ہو گرچہ یاد ہو کچھ ہو پرایکبار
پھر آنا اُس صنم کے مجھے گھر کے آس پاس

میخانہ میں دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
مستی کے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو
واں مست پڑے لوٹتے ہیں اور گرے ہیں ہر سو
شیشوں میں پیالوں میں صراحی میں خوشی ہو

اچھلے ہے پڑی بادۂ گلرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گاگا کے پکارے ہیں کہیں رنگوں کی چھڑک ہے
طبلوں کی صدائیں کہیں تالوں کی جھنک ہے
مینا کی بھبک اور کہیں ساغر کی جھلک ہے
تالی کی بہاریں کہیں ٹھلیا کی کھڑک ہے

بجتا ہے کہیں دف کہیں مرچنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مستی میں اٹھا آنکھ جدھر دیکھو اہا ہا
جلتے ہیں کہیں جام کہیں سانگ کا چرچا
ناچے ہے طوائف کہیں ٹھمکے ہے بھویا
اور رنگ کو گلیوں میں جو دیکھا تو ہر اک جا

بہتی ہیں امنڈ کر چمن و گنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

معمور ہے خوباں سے گلی کوچہ و بازار
چھایا ہے گلالوں کا ہر اک جا پہ ہوا دھار
اڑتا ہے عبیر اور کہیں پچکاری کی ہے مار
پڑتی ہے جدھر دیکھو ادھر رنگ کی بوچھار

ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک دنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بھاگے ہو کہیں رنگ کسی پر جو کوئی ڈال
وہ پوٹلی بارہ سے اسے دوڑ کے فی الحال

کوئی حور پریان جہانی سے لپٹا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پڑھکر نماز کوئی رہا پاک با وضو
ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو
کوئی شراب پی کے رہا مست و بکو
کوئی عبادتون سے ہوا ہو کے سرخرو

ناپاک رو سیاہ وہی بیچا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گر دل کے آئینہ کے تئین صاف اکبار
جب یک نے اجل کے کیا آنکر گذار
کشف قلوب دل پہ کیا ہو آشکار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق مین کہلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یاد کیمیا
کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہین جیا
یا مفلسی مین ایک نے خون جگر پیا
سوکھی کسی نے روٹی چبا غم مین جی دیا

قلیا پلاؤ زردہ کہین کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پہنا لباس خواب اگر عطر کا بھرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا
یا بیٹھ رونگی گوڑی کوئی لوڑھکر مرا
بولے کے جھوڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا

باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کوئی خزانہ خاک میں گڑوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

مرنے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
وہ زندۂ ابد ہوئے تا حشر برقرار
جتنی کتابیں دیکھتے ہو لاکھ یا ہزار

کوئی لکھ کے مر گیا کوئی لکھوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

پیر و مرید و شاہ و گدا میر اور وزیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
سب آنکر اجل کے ہوئے دام میں اسیر
کون اس جہان میں زندہ رہا ہے میاں نظیر

کوئی ہزار دن عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے
زندگی کی تھی جو کچھ ظلمت و غلس روشن ہوئے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
اپنے بیگانے کے لازم تھی جو حق روشن ہوئے

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جو اب کھاتے ہیں باقرخانی کلچہ شیرمال
یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہیں ہم گردن میں جال
ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذوالجلال
جب ملی روٹی ہمیں ہم ہو گئے صاحب کمال

جب تو بیر بہوٹی صحرا مین پکاری
ہونے لگی نہ ہان پھر برسات کی سواری
جگنو ہین کوہ کے بھی ہونی لگی انتظاری
ہر سمت کا اور بھی آنے لگین ہین باری باری
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا
ساون کے بادلون کا [illegible]
بجلی نے اپنی صورت [illegible]
[illegible] جھڑی لگائی
[illegible] برسات کا تماشا

[illegible]

عاشق و معشوق بھی مگیا کی ہین درمیانین	پھنس رہے ہین بیچے دل روٹی کی دستر خوانین
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے	
جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر کھاتے ہی دو روٹیان دل ہو گیا بدر منیر	یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر کوئی روٹی سا نہین اب پیر مرشد نظیر
دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے	
برسات کا تماشا	
اہل سخن کو ہوگا اک بات کا تماشا دنیا کے صاحبون کو ذرات کا تماشا	اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا ہم عاشقون کو ہوگا سب گھات کا تماشا
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا	
خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے آئی ہوا بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے	لیتا ہے مول بادل کر کر تلاش زر سے آدھے اساڑھ تو اب تھم کے گھڑی پہر سے
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا	
قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منہ اٹھا کر ہان سبز ہو گھٹی ہنو ہر دم بنا بنا کر	ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین ان سنا کر کوئی دم کو میگھ راجا دیکھے گا سب کو آکر
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا	

[illegible]

[illegible]

گلشن مین آ رہے ہین سب گلبدن نکیلے
کہتا کوئی کہی ہے اے دلربا ہٹیلے
ساتھ اُنکے لگ رہی ہین عاشق جو ہین رنگیلے
ایک ہی گلابی مے کی ہاتھون سے میری پی لے
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسی ہین مینہ کی دھارین
کوئل پپیہے کو کین اور کوک کر پکارین
اور جسمین اُڑ رہی ہین بگلونکی سو قطارین
اور مور مست ہوکر جون کو کلا جھنکارین
آیار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹا مین آکر ہو مست تُل رہی ہین
رخسارون پہ بہارین ہر اک کے ڈھل رہی ہین
دستارین سُرخ اُسمین کیا خوب کُھل رہی ہین
شبنم کی بوندین جیسے ہر گل پہ تُل رہی ہین
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

ساونون کی کالی راتین اور برق کا اُسارے
لپٹے گلے سے سوئے معشوق ماہ پارے
جگنون چمکتے پھرتے جون آسمان پہ تارے
گرتی ہو چھت کسیکی کوئی کھڑا پکارے
آیار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہاتھون مین ہین ہر اک کے پھولونکی لال چھڑیان
گل بوٹونکے جو اوپر بوندین ہین مینہ کی پھریان
بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہین جھڑیان
برسین گویا ہزارون لب موتیونکی لڑیان
آیار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہر ایک اُسمین بہتر محبوب گلبدن ہے
تشریف ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے
خوبی مین برگ گل سی بہتر ہر اک کا تن ہے
عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے
آیار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

[illegible]

ڈنڈ بیل بھان مگدر لیزم سے خم کو جھاڑا
اس تیغ سوں گلرو بیچے کو دھر پچھاڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جو حسن بھا چمکتا قاتل کا مثل کتا
بانک اور ٹیا ہلایا محنت سے ہو کے لٹا
تو مکڑی باز بنکر پھیکا بھری بھی گنکا
راوت ہو نکلے مارا اُس پر بھی اپنا ہتا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بانکا تو نکلے ٹیڑھے بانکے
گرفانہ جنگی اُس نے کھائے بدنیہ ٹانکے
تیغ و سپر پیچھے باندھے ہیں سب جہان کے
ٹانکے تو کھائے لیکن بھنکے بھی خوب بھاکے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

تصویر سی کیسی صورت جو دی دکھائی
گلیونین سیر دیکھی میلوںنین جا لگائی
تو نکلے پھر مصور تصویر ہی بنائی
اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

لٹھے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا
دکھلا لکھی کا پٹھا یا شست رو کا جوڑا
تو بال کر کے تراش ہی دل لکو جوڑا
کیسا ہی پر کھڑا تھا پر موڑ سے نچوڑا

کشتی سے کھڑکھڑایا اور آپ کو اچھالا	اُس کے بچے سے بھی کتنے گرو کو دیکھ ڈالا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

کھڑکی کا حسن دیکھا تو پھر بجا کے بندر جب ڈگڈگی بجائی کوچہ گلی کے اندر	بکرا بھی لا بٹھایا اس کام کا سمندر لڑکے ہزار دن بولے آؤ میاں قلندر

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو بنکے رنگ بھریے بولا کوئی تو اسمیں کچھ تو خدا سے ڈریے	چھلّے انگوٹھی ڈھالی سا بجی کی کر کے بھریے تو اُس سے ہنسکے کہنا کچھ بات ہاں نہ کریے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن کوئی بلدار لہر کھایا تو بین بجا کے ہر دم سانپوں کا پھن ہلایا	تو بن گئے سپیرا اور سانپ کو جلایا اُس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من بتایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سرکش سیانا ہی پکارے پھونکی چڑیل خبطی و پو ہر ہاتھ مارے	دھونی فلیتے لکھے اور بھوت جن اتارے اک چھوٹے منتر اس میں کیسے کیسے نکارے

[illegible]

لڑکو نکلے سنگ کھانے اور شور و غل مچانے	دیکھے ہزار جھگڑے آخر اسی بہانے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھی جو بزم و ناز اُس حسن کی کلائی بیچے بہت کھلونے اور جو جو بن کے آئی	منیہار بنکے چوڑی ہاتھوں میں جا کھنائی آخر بھکاری بنکر کی حسن کی گدائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ کے روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اُسکو یارو عاشق وہی کہاوے بہروپیا بھی اپنا بہروپ بھول جاوے	جو اسطرح کہانی کر حسن کو بڑھاوے آگے نظیر کیا کیا عاشق کی بن بناوے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ کے روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچا

بیچے ہے اب کوئی بلبل بئے کا بچا مینا بیا لوڑا اور ابلقے کا بچا	اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچا تیتر بٹیر سارس شکرے لوہ کا بچا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے گھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لو اژدہے کا بچا

[illegible]

سب بیچتے ہین اگر جینے کھڑے کا بچا ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچا		
سب اٹھ گئے جہان سے وہ تھے جو لوگ جسیا اس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلسیا	وہ رہ گئے ہین خلجے گھر مین نہین ہے ہنسیا جو اژدہے کو پالے ایسا ہو کون سیا	
سب بیچتے ہین اگر جینے کھڑے کا بچا ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچا		
آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام دانا اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام دانا	سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام دانا سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام دانا	
سب بیچتے ہین یارو جینے کھڑے کا بچا ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچا		

در بیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی	کس کس طرح سے اسکو ستاتی ہے مفلسی بھوکا تمام رات سولاتی ہے مفلسی
یہ دکھ وہ جانے جسپہ کہ آتی ہے مفلسی	
کیسے نواب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان مفلس ہوئے تو حضرت لقمان کیا ہے یان	تعظیم جسکی کرتے ہین نواب اور خان عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہین پوچھتا میان
حکمت حکیم کی بھی ڈوباتی ہے مفلسی	

صحبت میں ساری رات جگائی ہے مفلسی

جب گڑیاں بک گئیں تو کھنڈر میں پڑے رہے | زنجیر نے کواڑ نہ چھپر کھڑے رہے…

آخر کو اینٹ اینٹ کھداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے | سب رنگ دم میں کر دے مصور کے گر…
صورت بھی اسکی دیکھ کے منھ کھنچ رہے پرے | تصویر اور نقش میں کیا رنگ بھرے…

اسکے تو منھ کا رنگ اڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ | پھرتا ہے بوسہ دیتا ہے ہر اک کو خوا…
ہرگز کبھی کسے دل کو نہیں ہوتی اسکی چاہ | گر حسن ہو ہزار روپیہ کا تو اسکو آ…

کرا کوڑی کے مول بکاتی ہے مفلسی

اس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم | جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم…
ٹوپی پرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم | کیونکر نہ جی کو اس چمن حسن کے ہو غم…

جسکی بہار مفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے | معشوق اپنے پاس نہ دے اسکو بیٹھنے…
آوے جو رات کو تو نکالے وہیں کھڑے | اس ڈر سے یعنی رات کو اپنا کہیں ج…

تہمت یہ عاشقوں کو لگاتی ہے مفلسی

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوش جمال | جب مفلسی ہو کان پر آ سر پہ اسکے جال…
دیتے ہیں اسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال | ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم بچا…

اور اسکو انگلیوں پہ نچاتی ہے مفلسی

بیٹے پکارتے ہین کہ بابا نکھٹو ہے ۔ بی بی یہ دلمین کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے

آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

چولھا توانہ پانی کے مٹکے مین آبی ہے ۔ پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے

مفلس کے ساتھ سب کے تئین بیحجابی ہے ۔ مفلس کی جورو سچ ہی کہ ہان سبکی بھابی ہے

عزت سب اُسکے دل کی گنواتی ہی مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل ۔ کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہرا دے کوئی بیل

کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل ۔ منھ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل

سب شکل قیدیون کی بناتی ہے مفلسی

ہے آن دوستونکی محبت گھٹاتی ہے ۔ جو آشنا ہین اُنکی تو اُلفت گھٹاتی ہے

اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے ۔ شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہان رہی ۔ وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہان رہی

کپڑے پھٹے تو لوگون مین عزت کہان رہی ۔ تعظیم اور تواضع کی بابت کہان رہی

مجلس کی جوتیون پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو ۔ سب خاک مین ملاتی ہی حرمت کی شانکو

سو محنتون مین اُسکی کھپاتی ہی جان کو ۔ چوری پہ آکے ڈالے ہی مفلس کے دھیانکو

آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

اک آخر مرگیا ہے رازدانی میشو و یارا

مخمسہ

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا
گھر اخرابیون نے لشکر ملا تو ایسا
مفلس کا زرد چہرہ جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سایہ
بنتا ہے مفلسی مین مفلس کا آیہ نقشا
پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب و رسوا
پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بدنصیبی دیکھو جوہر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مرکی نوکری کسی کی
جیدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی
کیسی ہی محنتین کین لیکن طلب نپائی
اک عاشقی تو سیر پر ہے اک ٹرپسی ٹوپی
سودا بھی اُسنے لے لے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے
وانسے سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اُسنے
پھیلا ہوا کسی کا اور پینے سیلی تاکے
دن کو دلائی جھاڑو شب کو منگا ڈنگر ڈ
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا ندارد
گر ٹھیکری پہ تھوپے تو پھر مزا ندارد
روٹی پکائے کسپر گھر مین توا ندارد
توچھید ہینڈی غائب جسپر گلا ندارد
پانی کا گر سبو مین جھجھر ملا تو ایسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنم کنھیا جی — مسدس

ہر ریت جنم کی یون ہوتی جیس گھر مین بالا ہوتا ہے
سب بات بھاکی بھولی ہر جب بھولا بھالا ہوتا ہے
اُس منڈل مین کس نیر سکھ چین دو بالا ہوتا ہے
آنند منڈلی باجت ہین نت ناچ اُجالا ہوتا ہے

یون نیک نچھتر لیتے ہین اس دنیا مین سنسار جنم
پر اُنکے اور ہی لچھن ہین جب لیتے ہین اوتار جنم

سُبھ ساعت سے یون دنیا مین اوتار گربھ مین آتے ہین
وہ نیک مہورت سے جسدم اس سرشٹ مین جنمنے جاتے ہین
جو نارد مُن ہے دھیان بھلی سب انکا بھید بتاتے ہین
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ وہین جا دکھلاتے ہین

یون دیکھنے مین اور کہنے مین وہ روپ تو بالک ہوتے ہین
پر بالے ہی پن مین اُنکے اُپکار نرالے ہوتے ہین

یہ بات کہی جب ملنے اب اُن سبکو دھیان لگا
ہر پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کشن جو اوتار کا

بھو بیٹھا تھا جو کنس کے من بھر کر نیند نہ سوتا تھا
کچھ بات سہانی کا اُسکو نت ہی نہ ٹیک ہوتا تھا

اُس مندر میں ان دونوں کی جب کوئی بالک ہوتا تھا
کنس ان آ چھپ باہر ہی تھا ان بات پتا کارتا تھا

اک مدت تک ان دونوں کا اس مندر میں حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارا وہ چنڈال رہا

پھر آیا وان اک وقت بیا جو آٹھ برس میں مہر ہوا
گوپال منوہر لیجہ بھر ساکشن کشن رکھیو لال من

گھنشیام مراری بنواری گردھاری شیام سندر ان
پر بھو ناتھ بہاری لال ان للا سکھدائی جیت دکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی وان آئی گٹ دھر یا لی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

آیا نیک مہینا بھادوں کا اور رات ہر گنتی آٹھیں کی
پھر آدھی رات ہوئی جس دم اور ہو چکی تر دنی کی

سب ساعت نیک مہورت سے وان جنمے آ کر کشن جبھی
اُس مندر کی اندھیاری میں جو اور اجالی آن بھری

بسدیو سے بولیں تب دیوکی جی مت رہو بن میں گھبر کرو
اس بالک کو تم گوکل میں لے پہنچو اور مت دیر کرو

جو اسکے تم لیجا بہین ان تک بھی دیر لگاؤ گے
وہ دشٹ ابھی آ ریگا بچا ہی رہجاؤ گے

اس آن سنبھلا کر تم اسکو جو گوکل میں پہنچاؤ گے
اس بات میں تب بھلا پاؤ گے جو اسکی جان بچاؤ گے

وان گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُس کا رکھ لے گا اور نہر دیا سے پالیگا

جو حال وہ وان جا پوچھے گا تو اسکا جی تب جانیگا
جو کرم لکھی ہو تو پھر بھی مکھ ہمکو آن دکھاویگا

جب بہت رہوئی تب گھبرا کر نند گنش جی کی اس سدر کہا
نے ہاتھ پھیرا یا چکر دی تو نکلے وہ بن میں بیچ ہی

جب نانا دکھلو بیچ کیا تب لڑکی جیمی اک دیکھی
یوں ہے جیسے بجلی کوندے تب جھٹ ہوا بر جا یو ہی

یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس کٹے جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنش نے وہ بات سنی من بیچ بہت پچھتایا
سو فکر کرو سوچ کرو سو بات سنا دو حاصل کیا

جو کام ہوئے اللہ کو وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
ہر آن وہی یاں ہوتا ہے جو ماتھے کی تقدیر لکھا

ہیں کہتے بڑے جب اب یاں سو تہ بری ٹھہرائی ہے
تقدیر کے آگے پر یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے

اب نند کے گھر کی بات سنو وان ایک عجب ہنگامہ ٹھہرا
گھر بالین چھوٹیں ناچ ہوا اور نوبت کا غل شور مچا

جو رات کو جنمی تھی لڑکی اور بھو کو دیکھا تو لڑکا
پھر کشن گر نے نام رکھا سب گنیے کو دل ٹھیک آ

نند اور جسودا اور گوالت کرنے وان ہر بر سے لگے
پکوان مٹھائی میوے کی بھر تھاری آگے ڈھیر لگے

سب ناری آئیں گوکلے کی اور پاس پڑوس دس بیس ہرا
کچھ ہر ہر کر اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہیں

کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھیں کچھ گیت جگا گاتی تھیں
کچھ تھال تیار رکھتیں کچھ سونٹھ سٹھورا لاتی تھیں

کچھ کہتیں تھیں ہم بیٹھے ہیں نیگ آپ بدھاون کا لینے کو
کچھ کہتیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

کوئی گھٹی میٹھی گرم کر کے کوئی لائے اسپند اور جھومی
کوئی لائی ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی منہ چومی

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

بالے سے برج راج جو دنیا میں آ گئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اس بالپن کے روپ میں کتنوں کو بھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہاں کو جتا گئے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

یوں بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
پر اُنکے بالپن میں تو کچھ اور ہی بھید تھا
اس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

بالپن بانسری

یارو سنو یہ دودھ کہنیا کا بالپن موہن سروپ کرت کریا کا بالپن	اور مدھ پوری نگر کے بسیا کا بالپن بن بن کے گوال گوؤن چریا کا بالپن
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن	
ظاہر میں سب وہ نند جسودا کے آپ تھے پردہ میں بالپن کے یہ اُنکے ملاپ تھے	ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی باپ تھے جو تھے سروپ کیسے جنہیں سو وہ آپ تھے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن	
اُنکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا مالک تھے وہ تو آپی اُنہیں بالپن سے کیا	سنسار کی جو ریت تھی اُسکو رکھا بجا واں بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن	
مالک جو ہووے اُسکو سبھی ٹھاٹھ یاں سرے سب روپ میں اُسی کے جو کچھ چاہے سو کرے	چاہے وہ ننگے پاؤں پھرے یا مکٹ دھرے چاہے جواں ہو چاہے لڑکپن سے من ہرے

ننداُنکو دیکھ ہوئے تھا جی جان سے نثار
پانی جسودا بھی تھی پانی کو وار وار

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برجراج
سُندر جو ناریان تھین وہ کرتی تھین کام دکاج
بجے گلے کے کٹھلے تھے اور سب کے سر تاج
رسا کا اُن دنون تو عجب رس کا تھا مزاج

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

بدشکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے
جن ناریون سے اُنکے غم درد بٹتے تھے
اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

اب گھٹنیون کا اُنکے مین چلنا بیان کرون
یا بالکون مین اسطرح پلنا بیان کرون
یا میٹھی باتین مُنھ سے نکلنا بیان کرون
یا گودیون مین اُنکا مچلنا بیان کرون

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

پائی بڑے کے چلنے لگے جب موہن گوپال
باسک جرن چھوڑن کو چلے چھوڑ کر نہال
دھرتی تمام ہو گئی اک آن مین نہال
آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکے حال

مین تو ترے دہی کی اُڑاتا تھا مٹکیان | کھاتا نہین مین اُسکی نکالے تھا چوٹیان

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کھون مین کشن کنہیا کا بالپن

گر مارنے کو ہاتھ اُٹھاتی کوئی ذرا | تو اُسکی اُنگیا پھاڑ کے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا | ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اُڑا چھڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کھون مین کشن کنہیا کا بالپن

غصے مین کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر | تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھے مُن ادھر
جو آپی لاکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر | غصہ وہ اُنکا آن مین جاتا دہین اُتر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کھون مین کشن کنہیا کا بالپن

اُنکو تو دیکھ گوالنین جی جان پاتی تھین | گھر مین اسی بہانے سے اُنکو بلاتی تھین
ظاہر مین اُنکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھین | پردے مین سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھین

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کھون مین کشن کنہیا کا بالپن

کہتی تھین دل مین دودھ جو اب ہم چھپائینگے | سکشن اسی بہانے ہمین منہ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر مین یہ ماکھن نہ پائینگے | تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاہیکو آئینگے

دو چپہر کمارشی ناتھ بہاری کی بولو جے — تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

بانسری

جب مُرلی دھر نے مُرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم پیت بھری اُسمین دھن بھری
لی اُسمین رادھے نام کی ہر دم بھری کھری
لہرائی دُھن جو اُسکی اِدھر اور اُدھر دری

سب سُننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

کتنے تو اُسکے سُننے سے دھن ہو گئے دھنی
کتنوں کی سُدھ بسر گئی جس دم وہ دھن سُنی
کتنونکی من سے کل گئی اور بیاکلی جنی
کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ کیا گنی

سب سُننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس آن کانھ جی کو وہ بنسی بجاونی
جس کان میں وہ آدتی وان ہی بھلاونی
ہر من کی ہو کے موہنی اور چت لبھاونی
نکلی جہاں دھن اُسکی وہ میٹھی سُہاونی

سب سُننے والے کہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس آن سے اپنی بنسی وہ سیکشن نے بجی — اس سانورے بدن پہ نپٹ آنکر سجی

اک روز خوشی سے گیند تریکی موہن جمنا تیر گئے
جو گیند تری جا جمنا مین پھر جا کر لاوے جو پھینکے

وان کھیلن لاگے ہنس ہنس کے سبھ گوال اور بال...
وہ آپی اتر جاتی تھے کیا انکا بھید کوئی پاوے...

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیاکی
رکھ دھیان سنو ونڈ دوت کرو جے بولو کشن کنھائی

وان کشن من موہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی مین ڈبکی لی

اور آپی سے جھپ گیند بہا اس کالی دہ مین جا لرتی
سب گوال سکھا حیران ہوے پر بھید سمجھ ... تی

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیاکی
رکھ دھیان سنو ونڈ دوت کرو جے بولو کشن کنھیاکی

یہ بات سُنی برج نارن نے تب گھر گھر اسکی دھوم مچی
آجمنا تر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی

نند اور جسودا پر بھی سُدھ بھول گئی اپنے تن کی
کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پر بھید نجانے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیاکی
رکھ دھیان سنو ونڈ دوت کرو جے بولو کشن کنھیاکی

جس دہ مین کوئی منموہن نے آن چھپایا تھا اک کالی
پھن مار رہی وہ سنجا زور کیا اور نہرن ... کشن کی

سر پاؤں سے انکے آلپٹا اُس دہ کی بھیتر... کھتے ہی
پھنکارین لین لیں ... کرے کشن ... دامن سے ہی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیاکی
رکھ دھیان سنو ونڈ دوت کرو جے بولو کشن کنھیاکی

جب کالا ... سہو پیچ کیے پھر ایک کلا وان تب ... کی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو سکا کس ٹوٹ گیا ... جی

کئی جو ناری وہ ڈھونڈھیاں تھیں جو ایسے انھیں بلایا — کسیکو ادہر کسیکو ادھر سگائی ڈھونڈھنے انھیں بھیجا یا

جو بھید تھا انھوں کے بھیتر سو اُن سبھوں میں جتایا — پھرین بہت ڈھونڈھتی وہ ناریں تما جسودا جو سنایا

نہ دیکھا ویسا گھر اُنھوں نے نہ ویسی کوئی دلاری پائی

وہ ناریاں جب یو ہیں پھرا ہیں تو بولی اُن میں ایک ناری — ہے یہ جو برسانا اُسمیں ہیگی بڑے گھرانے کی ایک لاری

ہے رادھکا نام اسکا کہتی بہت ہے اُسمیں سندرتا ہماری — کہی یہ میں نے تو بات اُنسے اب آگے مرضی ہو جو تمہاری

کرو سگائی لگن کی اُسے کہ اُسمیں ہیگی بہت بھلائی

یہ سن جسودا نے جب کہ تمہیں وہ ہو ادھر کو ناری کئی وہانپر — چلیں وہ گوکل سے دلہنیں خوش ہو وہ برسانے میں بیچ آئیں

وہاں جو گھر تھا رادھکا کا وہاں جا کے بیٹھیں اُنھوں نے — اُنھوں نے آ کر بہت سی باتیں سنائیں اُسکی جو سب تھی کہیں

جو بیٹھیں تو لگیں سنانے ادھر اُدھر کی بہت بڑائی

جو کہ چلیں ادھر ادھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی — اُدھر بھی تو تم بڑی ہو ہیں بہتی بات ہوئی تو خوب بولی

ہے جیسا اُنکا لڑکا تمھاری سندر ہے ویسی لڑکی — ادھر بھی دولت ادھر بھی حشمت ہے ایسی خوبی طرح طرح کی

اُنھوں نے ایسی بہت جتائی پر اُنکے دلمیں نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی ماں تھی کیرت سنکے باتیں وہ بولی ہنسکر — وہ ایسی کیا ہیں جواب ہمارے جو حشمت اور دولت میں ہوں برابر

ہیں جیسے وہ تو سو ایسی کتنے ہمارے گھر کے تو جاکر — ہم اپنی لڑکی انھیں نہ دینگے ولیسا کیا گھر وہ ایسا کیا

کرو ہمارے گھر میں تم یہاں اب اِس سگائی کی بہت کہائی

سنا جب اُن ناریوں نے یہ تو چلیں ادھر سے وہ شرم کھائی — بہت ہی منھیں ہو سست سے وہ پھر آئیں گوکل کی ایمان

جتنی باتیں کہیں تھیں اُنھوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائیں — یہ باتیں سنکر جسودا منھیں بہت خفا ہو بہت بکیں

سوا خفگی کے آگے کچھ وہان جسودا بائی سے بن آئی

پھر بھکم ایک راجہ سندر کی جو سندری تھی — تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور بلی

گھر بار اُس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رکم تھا نام — اور رکمنی تھی بیٹی بہت خوب خوشخرام

روپ اور سروپ میں تھے برابر اُسکے تمام — سکھیوں سہیلیوں میں رہتی تھیں خوشخرام

گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

نارد منی اک دن آئے جہاں پہ تھی رکمنی — اور اُس سے بات اُنھوں نے وہ کرشن کی سنی

لیلا سنائیں وہ سبھی روپ اور سروپ کی — جب رکمنی نے خوبی وہ کرشن کی سنی

سنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے ہیں دل میں آن کر — برنی جبھی میں جاؤں گی جب وہ مجھکو بر

دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر — آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر

بچین دل میں رہنے لگی سب سے ہو خفا

چھپتی نہیں چھپائی سے صورت جو چاہ کی — سکھیاں سہیلیاں جو تھیں اور لڑکیاں بھی

دیکھی جو رکمنی کی اُنھوں نے یہ بیکلی — جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی

کہنے لگیں اُنھوں کی وہ باتیں بنا بنا

بولے وہ سب کرشن تو اوتار ہیں بڑے — جو خوبیاں ہیں اُنمیں کہاں تک کہ کوئی

روپ اور سروپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے — لیلا ہوئیں ہیں اُنسے جو ہوں کب وہ اور سے

مادیو کی ہے اُنکی وہ بسدیو جی پتا

لے گوال بال جا نکلے شیام من ہرن ۔ گودین لگے چرانے جہان ہے یہ گوبردھن
وان بھی بناسر آیا بکاسُر بھی نکلا بن ۔ مارا اور اُسکی چونچ کو چیرا سمیت تن
آیا اگھاسر اُسکے بھی سر کو اُڑا دیا

دکھلائی اپنی ہر نے جو لیلا وہ پھر ہرن ۔ دیکھ اُسکو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
دھنکا سُر جھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکر و فن ۔ مارا اُسے بھی ہر نے جہان ہے یہ تال بن
کالے کو وہ مین ناتھ کیا سبز نرملا

گوپین کھڑی چراتے تھے بن مین جو شیام جی ۔ اِس بن مین ایکدن جو ہین آگ آن کر لگی
سب گوال بال مینگری گوپین کھڑی سبھی ۔ لیلا سے وان بھی ہر نے وہ دیکھ اُنکی بے بسی
اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھر کی جو لیلا چیر ہرن ہر نے خوب تر ۔ سر پٹ نے پھر وہ کوب کیا اُن پہ آن کر
سرپٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی اُوپر ادھر ۔ پھر سر پٹ اُن اُسمین شیام نے لی ماریان سندر
ہر نے بجا کے ترت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پانون پہ لپٹا جو نند کے ۔ لین گوپیان چھوڑا دہین پھر سنگہ چور سے
سرکاسُر اور کیسی وہ بھوماسُر آ گئے ۔ لینے سے مگر ہر سے اُنھون نے بہت کیے
ہر نے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا

اک روز بندرابن سے لے آئے اُنھین جو وان ۔ چلنے کو ساتھ اُنکے ہٹین سب وہ گوپیان
جمنا مین پھر نہائے جو اکرور شادمان ۔ ہر نے دکھائی وان اُنھین لیلا ہے یہ نشان
جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُن کو جا بجا

جس جس کو بوجا وان ہی آتے کیا بیان
بیوہار خوشی کے وان جہان تھی بجنے کی جا
روپیہ اور سروپیہ انکا بیان کیا ارے
سندر کی باقی باتون کی ... کوئی
ساتھ آ گئے ... بیان جیسن کا ... بھی
بن ... کا سب خوشی ہو جانے کی تین چلی
بامن نے بھی وہ آ نہ کو ... بہت خوشی
خوشی ہوئی ہو رہے ... سن میں ... جان
خوش رکمنی کا جی ہوا جون گل ... عزیز
قلعی کا ... وہ ... روشنی ... عزیز
بین کنیز ... عزیز

ای برجراج کشن سنو ہر بدن گوپال	مین درشنونکی آپکے مشتاق ہون کمال
دن رات تمسے ملنے کو رہتی ہون مین بحال	درشن سے اپنے مجھکو بھی آکر کرو نہال
سب ہیان مین تمھارہی رہتا ہے من لگا	
سسپال بیاہنے کو مرے اب تو آتا ہے	سب راجے اور ساتھ جو اسند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دلکو نہایت ستاتا ہے	اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
تم ہر مہو کہ میرے من کی کرو دور سب بتھا	
ای کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی	اپنے چرن سے لاج رکھو میری اسگھڑی
ہرنے وہ چھٹی پڑھ کے منگا رتھ وہ جلد ہی	ہوکر سوار جلد چلے وان سے کشن جی
بامن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ مین لیا بٹھا	
سسپال اسمین آن گئے بو بہت شتاب وان	الوانی اسکی لینے کو بھیلم گیا وہان
باجے مندیلے گھر مین لگین گانے ناریان	آنکھون سے رکمنی کے وہ آنسو ہے روان
سندر کا منہ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا	
جون جون وہ ہر کے آنے مین وان دیر ہوتی تھی	اوٹھے پانو رکمنی وان جرم کرکے روتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی	بیکل کیطرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
کچھ رکمنی کو رونے سوا مین نہ آتا تھا	
کہتی تھی کیون یہ کشن مرارے نے دیر کی	موہن نولکشور بہاری نے دیر کی
برجراج روپ مکٹ سنوارے نے دیر کی	یا جاہ بے اثر یہ ہماری نے دیر کی
بامن جو مین نے بھیجا تھا وہ بھی نہین پھرا	

[illegible]

کھا ہے دو بیاہ عجب گرگٹ کا ہوا

تعریف میں

سپاں کی بھی ہر دیا ہمین گربھ ہو آیا رکم بلی جو بت ا گر کے گربھ کو	جو تھا غرور اسکا سو سب وہ لا دم مین دھو باون سے اسکے ہاتھ بندھے اور ہاوہ رو
سچ کہتے ہین کہ گربھ ہے جگ مین بہت برا	
جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے دان یہ ہر کھویا رکم کی اور جراسندھ کو ادھر	سپاں کو گربھ لے گیا سب مین خوار تر آئے تھے جس گربھ سے وہ گرنے کو اب ادھر
آخر اسی گربھ نے دبایا اُس کا سر جھکا	
سپال اور رکم کا ہوا جب حال دان لے رکمنی کو ہر ہوئے پھر دوارکا روان	بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی دان جب آن پہنچے خوش ہوئے سب ناریان
دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا	
پھر دیو کی جو آئین بہت ہو کے خوش ادھر سب ناریان بھی آن کے بیٹھین ادھر ادھر	پانی پیا انھوں نے دہین ہر پہ وار کر جتنا جتن تھا گھر کا رہا سب وہ اُنسے بھر
شادیکے باجے بجنے لگے شور و غل مچا	
سب دوارکا مین دھوم یہ شادیکی مچ گئی در پر براتیون کی بہت بھیڑ آ لگی	باجے بجے رسیلے دہا مین بھی اور تری سو بھا سے دوار پر وہ بندھن وار بھی بندھی
پنڈت بلا سگن سے دو پھیرے دیے پھرا	
بیٹھے تھے دوارکا کے وہان خرد اور کبیر سامان تھے ہزاروں ہی شادیکے دلپذیر	ہوتے تھے راگ رنگ خوشی سے جوان پیر جو خوبیان ہوئین سو وہ کیا کیا کہے نظیر

کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیان دکھیا کرتے تھے
جو لین دین کی باتیں تھیں بہر انکا لیکھا کرتے تھے

دن تینتیں بھر زرسی کا سیکشن جرن دھیان لگا
سب کاج بسار کام تجے ہرنا و بھجن سے من لاگا
تھا جو کچھ دکان بیچ کتا وہ سب جمع اور پونجی کا
ہو بیٹھے ہر دوار ہر پر سنت کٹم سو ہاتھ اٹھا

جب بھگتی ہر کی کہلائے سب لیکھا جو کہا بھول گیا
جا بیٹھے سادھ اور سنتو نین نت سنتے رہنے کتھن کتھا
ہر پریم کی ہو کر متوالے سب بسادھ جو ان کو ہر نانون دیا
سب چھوڑ بکھیڑے دنیا کی نت ہر سمرن کا دھیان لگا

ہر سمرن سے جب دھیان لگا بھر اور کسیکا دھیان کہان
جب چاہت کی دکان ہوئی بھر پہلی وہ دوکان کہان

کیا کام کسی سے اس من کو جس من کو ہر کی آس لگی
سکہ چین سے ہر کے دوار پر سنتو کو ملا آنند ہوئی
نہ کپڑے لتے کی پروا نہ خیال و دنیا تعالی کی
دھن جتنی لین دین کی تھی سب من کو بھولی اور بسری

بھر یاد کسی کی کیا اسکو جس من ہر کی سمرن کی
بیوپار ہوا جب چاہت کا بھر کیسی لیکھن اور بہی
جب من کو بیت آئی بھر اور بہی کچھ ترتیب نئی
نت دھیان لگا ہر کر باسی ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی سیمن کی بیت بھر ہی ور دھلی کر نو رتیے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھرسے جیتے تھے

نت نیمن جن کی آس دھری تشن ہتی تھی ان نرسی کا
اور بیٹی کو گھر جب شادی ان ٹھہری بالک پن کی
مل بیٹھیں گھر میں ھیل لیا آنند خوشی کی دھوم مچی

اک بیٹی لکھ جنی تھی جو دور کہیں وہ بیاہی تھی
اب میں ادھر ادھر سے سب ناریان اسکے کنبے کی
سب ناچیں گائیں آ بیٹھیں اسی ریت جو شادی کی ہوتی

بیان اسنان نرسی کا ونار

وان اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے مین فکر کرون اب کس کس کی
جو دھیان مین لاتے تھی کچھ بات نہین من آتی تھی

جب اس نگری مین جا پہنچے سب بولے نرسی آئے ہین
آلات کی جو کچھ بات کہا اک ٹوٹی گاڑی لائے ہین

کوئی بات نہ آیا پوچھنے کو جب جا نے دیکھا نرسی کو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
وہ ہنس ہنس اپنے ہاتھون سے یان بتا اب جس جس کو
تھا پاس ہمارے کیا بیٹی اب لا اینگے کچھ مت پوچھو
اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ پاس نہ کھانے کو تو
جو جو چہکت سامان کیے سب گھر مین جا رہی بھر جاد
بولی تب اس بیٹی سے ہر کر یاد اور دھیان دھرو
کچھ دھیان نہ لا اینگا ہو دے سیکشن کو سیکشن کہو

اس آن جو ہر نے چاہا ہے اک پل مین ٹھاٹھ بنا دینگے
ہے جو جو یان سے لکھ بھیجا اک آن مین سب بھجوا دینگے

سیکشن سے بھر وہ جب نرسی بات جو من سے کر بیٹھے
کچھ جھگڑون آن اسباب کیسے کچھ بھید نہ کچھ اونٹ لدے
کل کپڑو بزار ہوا اور ڈھیر کناری گوٹون کے
تھا تنگ مین دنیا ایک جسے سوا سکو نہیں اور نہیں دیے
لیا دیکھتے من ان کو نرسی تھا وہ سمجھا ہو بے
تھے ہنسلی کھڑوے سب تنگے اور ناش کی ٹوپی اور گر
کچھ گہنے جھلکے چار طرف کچھ جھلکی جیب جلال کی
اب واہ واہ کی اک دھوم مچی اور شور ہا ہا کی ٹھہری

تھی وہ جو ٹھلنی اسکی مان وہ بھولی جبلہ مدعا ان پری
سو اسکے لیے پھر اور سے اک سونے کی سل آن پری

وان جس دم ہر کی کرپا نے یون سی رکھی تب لاج رکھی
اس نگری بھیتر گھر گھر مین تب نرسی کی تعریف ہوئی
ہے تیرے آدر مان ہوا اور نام بڑائی کی ٹھہری
جو لکھ بھیجی تھی طعنہ سے ہر بار اس سے روسا نہ ہون

جوگیانی دھیانی ہین بڑے کہتے اُنھین کو سیٹھ جی	دھن دھیان کے گُل ڈھیر مین بھی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم او ربیت کا کرتے سدا بیوپار ہین	
من روپ درشن اُس کے جالکے روپے ہین بھرے	ہنڈی لکھین اُس ساہ کو جاتے نہی چل ہین ملے
لکھن سے لیکھا چاہ کا جیت قیمے سر سے لکھ ہے	جس لوک مین ہے من لگا اُس باسکی نبی پہچے
نت پیم کی ہون جہین بہیاں نحر ین دو چار ہین	
بیچاپ لگاتے ہین جماؤ من ہو کا نہین پڑتا ذرا	جس بات کی مد ہین لکھین وہ ٹھیک پڑتی ہین سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا	حاجت تقاضے کی نہین لیناب آتا ہے چلا
جو بات کرنی جوگ ہے اُسمین بڑے ہشیار ہین	
رہتے ہین جو تن جمین سدا دلگیر لچھ رہتے ہین	بیوپار کرتے ہین بڑے ہر آن رہتے ہین وہ ہین
جھگڑا نہین کرتے ذرا غصہ نہین ہوتے کہین	ست کی سُنی سُن من لگا سکہ چین سے جیتے ہین
کھوٹے لت سے کام کیا اُنکے کھرے ہتکار ہین	
کرتے ہین نت اُس کام کو جو ہو سمایا گیان مین	ہے دھیان سے نینن ملہار ہتے ہین خوش اُس دھیان مین
سنہیر کا پیاٹکار کھتے ہین دوکان مین	نت من کی سمرن سادھ کر ہر وقت ہین آن مین
جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے نار ہین	
جس من ہر کن محبوب سے من کی لگائی چاہ ہے	سب نین کی اور دین کی اُنکو اُسی کی راہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکی اُس سے وہی آگاہ ہے	اُن کو اُسی سے سا کہ ہے اُنکی وہی اِک راہ ہے
کوڑی سے لیکر لاکھ تک کماتے وہی بیوپار ہین	

وہ ساد ھو گیا جانے کرنا یہ گزر ذہن سے ہنسی — لے کر ہنڈی اور پوچھنے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جب دی لگی وہ بات اپنی کہی — لکھدو ہمین کر نا ہے تم اسوقت ہنڈی درشنی

ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہین

نرسی نے یون سنکر کہا مین تو غریب ادنی ہون جی — ساد ھو مری دوکان تو مدت سے ہی خالی پڑی
نے ہی مری آڑھت کہین نے میت میرا کوئی — نے پاس ہے میرے لکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی

یہ بات وان کیسے یہان نت ہنڈیان ہر بار ہین

جا کر لکھا دادرے پر تیت ساد ھو کیا مری — ہے میرے رہنے کو یہان ٹوٹی سی اب ایک جھوپڑی
تن پر مرے کپڑا نہین نے گھر مین تھالی کر چھلی — مین تو سڑی خبطی سا ہون کیا ساکھ میرا آ گئی

سب ناتون یہ کہتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

یہ بات سنکر ساد ھوان نے سنی بولے اسگھڑی — لکھدو انکے جو گ تم ہمکویہ ہنڈی درشنی
کریاد سانول ساہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی — ساد ھو ان نے ہنڈی لیکے ان سے دوار کا کی راہ لی

کتنے چلے لینے روپے اب دان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا اب بہت نرسی کی خواری ہو گئی — لکھدی ہی انہون نے اچنبہ یان کا ہی تویہ ہنڈی پھٹی
پھر دوار کا سے سادھو یان آوینگے پھر کر جسگھڑی — پکڑینگے انکو آن کر لوگون مین ہو دیگی ہنسی

کھوئے ہین سب انسان کی چھوٹے جو کار و بار ہین

نرسی نے وہ کمکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا — تھے جتنے ساد ھو اور سنت سبکو بلا لیا اسدم بلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا — سب کو کھلایا کتنے دن سب جو ان سے کہا

اور یون کہان آگے کو تم لکھتے ہو ہنڈی بڑی جسکو نظر ایسی نیکی ہو جی جان سے چاہت لگی	نرسی کی سانولی بہاونے جب سفر کی ٹہپ رکھی ملہاری نرسی ہو گئے سیاتش لے کر بابا یہ کی

وہ سب طرح ہر حال مین اُسکے نباہن ہار ہین

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی تو بلا ہے
سو تیا ہے جسپلی سیلا ہے
شہر قصباتی اور گنویلا ہے
ایک کیا کیا وہ کہیل کھیلا ہے

ناتھ ہے اور کہین وہ چیلا ہے
بہیڑ انبوہ ہے اکیلا ہے
زر اشرفی ہے پیادھیلا ہے
بہیڑ ہے خلقتون کا ریلا ہے

رنگ ہے روپ ہے جہمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہین یار اور کہین اغیار
کہین بستی ہے اور کہین گلزار
وہی بہگتی ہے اور وہی اوتار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار

کہین عاشق ہے اور کہین دلدار
کہین جنگل ہے اور کہین بازار
اُسکی لیلا مین کس سے ہون اظہار
آپ کہتا ہے یون پکار پکار

رنگ ہے روپ ہے جہمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ابسکہ اُمڈے ہین خلقتون کے دل چوک بازار فوج اور جنگل کوئی انبوہ مین رہا ہے مچل کتنے کرتے ہین جست کود اُچھل	جابجا بھر رہے ہین جس جنگل جنگلون مین ہین بج رہے منگل کوئی جنگون مین کر رہا ملد ل کتنے کرتے ہین دور جھل جھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین ہزارون ہی جنس کے ہٹے پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹے پر ہین مندر کے کوٹھے اور اٹے	موتی مونگا اور آرسی بٹے کولے نارنگی سنگترے کھٹے کوئی چڑھاتا ہے کھیر کے جٹے بوڑھے لڑکے جوان اور کٹے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چارون طرف کے آتے ہین دل سے سب درشنون کو جاتے ہین جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہین دل مین پھولے نہین سماتے ہین رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے	آکے عیش و طرب مناتے ہین اپنے دل کی مراد پاتے ہین راس منڈل بھجن سناتے ہین سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہین زور بلدیو جی کا میلا ہے

زور بلدیو جی کا میلا ہے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے

[illegible]

کوئی آکر بسا ہے اور مس سے ہوتے ہین آملاپ جس تس سے کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے کبھی بازو مین لگ رہے گھس سے	مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے لڑ رہا ہے کوئی کہین رس سے کون چلا ہے پیچھے کس سے اور وہ ہکا بکا اور کمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑا کے ہین افلین قصّے کہانی ساکے ہین کہین آغوش سے لپا کے ہین تھر تھری دانت پر کڑا کے ہین	گھنگرو اور تال کے جھٹا کے ہین گھنڈ دوہرے کست کھٹا کے ہین کہین لوسون کے سو چھپا کے ہین تسپہ جاڑ کے سو جھرا کے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا ہو رہا جھانکیون کا اُجیالا ہے کوئی درشنون کا متوالو کوئی ڈنڈوتین کر رہا لالا رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے	اُسکا گنبد ہے عالم بالا پڑے بیٹھے ہین چانویر بالا کوئی بیٹھا ہے دھیان مین مالا کوئی جے جے کرے ہے ذہن والا زور بلدیو جی کا میلا ہے

[illegible]

[illegible]

لاکھوں بیٹھے بساطی اور منہار
چوڑی ننگڑی کی اک طرف جھنکار
ڈوٹے پڑتے گنواری اور گنوار
کرکے دی گالی یوں کہے ہے پکار

اپنا سب گرم کر رہے بازار
نوگرہی پونہچی انگوٹھی چھلے ہار
جس گنواری کو چلیے وہ لگا بار
گیسو اٹھلا چلے ہے داڑھی جہار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی کمہار کے کر رہا ہتہ پھیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا منہ پھیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر

کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کا چھین کے چن رہا ہے ہیر
کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر
لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیاں
کہیں جھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں الفت سے انکھڑیاں لڑیاں
عیش عشرت کی گٹ رہیں دھڑیاں

پھول گیندوں کے ہار کی لڑیاں
کہیں کھلتی ہیں دل کی گلجھڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں
وال موتھیں شگوفے اور چھڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

دربار ست سبھوں کی بانی لیے ہر یاد گرو کا نام لیا دکھ درد میں اپنے دھیان لگا جس نے ست گرو کا نام لیا	سب نکلے مقصد جب با گرو شوقی کا ہنگام لیا پل بیچ گرو نے ان انھیں خوشحال کیا اور تھام لیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو	
یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں الطاف سے ان کی خوشی گر سب ہی کے یہ کہتے ہیں	وہ اپنی لطف و شفقت سے منت مانا انھوں نے کرتے ہیں دکھ درد انھوں کے ہرتے ہیں سکھ سے ہو جگ میں رہتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو	
جو ہر دم اپنے دھیان لگا امید کرم کی دھرتے ہیں اسباب خوشی اور خوبی کے گھر بیچ انھوں کے بھرتے ہیں	وہ ان کے لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہیں آنند عنایت کرتے ہیں سب من کی چنتا ہرتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو	
جو لطف و عنایت ہیں ان کے وصف کسی سے ان کا [illegible] [illegible] ہیں ان کے سو خوبی حاصل ہو ان کو	وہ لطف و کرم کرتے ہیں چار طرف ہیں ہر دو ہر آن نظیر بیان تم بھی بابا نانک شاہ کہو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو سب سیس نوا اور داس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو	

تعریف گرو گنج بخش کی

جو بسنتی ہار ہو دوئے ہین تہم ہی ان نرسن کی
اس لیے بوئی ہے نت کمت کی ہے چاہ بہرن کی

پر بسنت سن جو ئے ہین ادبت رچی ہے ہر سن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درسن کی

اس مثل اوچ کمٹ مین جو دوئی شبخت ہین
وھن جا کن جن کی ایسی ذہنیت اڈیا جت ہین
تن ابرن ایسے جھلکت ہین دیکھو جیسا بالا جت ہین
اس منڈل پر رچ دی جو برن جو چھا جت ہین

پر بسنت سن جو ئے ہین یہ بسنت رچی ہے بر سن کی
تعریف کہو مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جو مہر تھا اس دیوی کی وہ درسا ئی عادت ہے
جب واکی مورت بت درشن وا یادت ہے
جو دھیان لگا کر دھادت سب کی آین کو دو دیکھ
انکہ دیکھت ابھا مورت کا من من میں لگی جت ہے

پر بسنت سن جو ئے ہین یہ بسنت رچی ہے بر سن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کر اب درگا جیکے درشن کی

جو یہی ہین مورت کے وہ اس کی بان سنبھارن کے
ہر گیانی واکی سرتن ہے ہر دھیانی سادھو دھارن کے
سکھ دیوین وا ہین مالک ہین اُن کی کچھنا پار نہ ہو
جو سیوک ہین مورت وہ سیکے کاج سنوارن کے

پر بسنت سن جو ئے ہین ایسا رچی ہے بر سن کی
تعریف کہو مین کیا کیا کر اب درگا جیکے درشن کی

جب جی ہا جو یہ بھاگ دل اکر سنگل ہوتا ہے
تب دیکھ جہد اکر اٹھا ہر بیکا دل ہوتا ہے
ہر چار طرف سن دل مین جو دو منگل ہوتا ہے
ہر تن مین منگل ہوتا آخر جو دو بیکل ہوتا ہے

بڑی کا سرن گہی ہے کر تو نہال بھیر دن
ای پرتپال دولت مدہ ست کال بھیر دن

[illegible]

تورا جسون کے تن ہے ہر آن سر کہا رہے جو تجھ سے دو بدو ہوا کے آن مین لتا رہے	چاہے جسے بساوے چاہے جسے اُجا... داڑن کر چیر ڈالے دشمنت کو پچھا...
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیر دن ای پرتپال دولت مدہ ست کال بھیر دن	
غصے مین تو جو آ کر اپنی جٹا ہلا دے سر کاٹ راچھسونکے جھونٹے پکڑ ہلا دے	دھرتی اکاس کیت پاتال ڈل... جھانکے کلال خانہ کتنونکو خون...
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیر دن ای پرتپال دولت مدہ ست کال بھیر دن	
جوگی اتیت جنگم تیرے چرن کے لاگین جب نام لیکے تیرا بھیرو کا دین تپ کی آگین	سیون جو تجکو انکے سوتے نصیب جا... جن ہاتھ دیو جوڑین بھوت اور پلی...
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیر دن ای پرتپال دولت مدہ ست کال بھیر دن	
ہے کون اب جو نکلے تجہ ست سے اکڑ کر کرنا ہے تیری سیر سے حق مین تو قند و شکر	دشمنون کو لات کی مو ذیکو سر کو... اب سب طرح سی مین ہے تیری پاکو...
تیری سرن گہی ہے لے پرتپال بھیر دن اسے پرتپال دولت مدہ ست کال بھیر دن	
میرا تو کوئی اسکا اپنا ہے نے بگانا	بیکس ہون بے ہنر ہون در بے بڑا...

[illegible]

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیر دن
ای پرتپال دولت مدہ ست کال بھیر دن

[illegible]

مسدس

دو صبر قناعت ساتھ نہ ہیا جب جگ ریت ہنسی لوبھ بھری	جو لوبھ کری اس لوبھی کی نہیں کھیتی ہوتی جا ہری
سنتو کہ تو کل ہر زنہ لیے جب جس کی کھیتی آن چری	پھر جہ تماشے قدرت کے اور لوٹ بہارین ہری بھری

جب آسا انسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

تک بہی ہمت سمجھ میاں اب آئے ادتاری ہے	ہر حرص طمع کر جیسے اب تئیں نام بھکاری ہے
ہر آن ہوئے لالچ پر ہر ساعت لوبھ ادھاری ہے	ای لالچ مار ہو لوبھ تئیں سب حرص ہوا کی خواری ہے

جب آسا انسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا اور لالچ کی ہے دولت ڈھیر اس پاس دھری	تو خاک سمجھ اس دولت کو کیا سونا اور کیا لال ہری
ہاتھ آیا جب سنتو کھ درب سب ٹیسہ ڈھول بڑی	کر عیش مزے سنتو کھی بن بول لیا ادھائی کی

جب آسا انسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص کے بیچ جو لوبھی نیلیں تے ہیں	وہ جیتا مار لوبھ پھر وہ خوار ہمیشہ ہوتے ہیں
جو ہاتھ پسار کے لالچ کر وہ ماٹا کو مانگ کے روتے ہیں	اور ہاتھ جنہوں نے کھینچ لیا وہ پاؤں پسار کے سوتے ہیں

جب آسا انسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

جب آسا نشا دور ہوئی اور آئی گت ستمبر کی
سب چین ہوا آنند ہوئے ہم شکر ہو ہر ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے نانوں گنیش کا لیجے سیس نوائے — جاسے کارج سدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پریم پیت اور چاہ — سن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگم سے سنا وہ بھی کیا بیان — اور کتھا میں جو سنا اسکا بھی پرمان
سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین — اور پڑھیں جو یاد کر انکو بھی سکھ چین
اور جنہے اس بیاہ کی مہما کہی بنائے — انکے بھی ہر حال میں شبو جی رہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر — مہما انکے بھی رہیں جنکا نام نظیر

آغاز قصہ

پربت ہیں اس دنیا میں اک راج پتی ہما چل تھا — پربت دھرتی ... بیچ ... بل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گڑھ پتی اور فوج سپہ کا دل تھا — اونچ ہستی ... جھول رہی ... جنگل تھا
رتھ ہاتھی ... لال ... الس محل تھا — خوش ... قدم ... جھکتا ... تھا
سب ساز جڑاؤ کے کہیں کوئی جھلمل تھا کوئی جھل — ہر ... جھلا جھل کا ... دولت ... آنچل تھا
اسطرح زمرد لعل منوں میں ... اکمل تھا — محلات ... بیاری اسکا منڈل تھا

جب صبح ہوئی تو راجہ کے من مین تھا وہی دھیان بھرا
دربار مین آئے خوش ہوتے سنگاسن پر پانون دھرا
اب یان سے آگے سنو اور بچن اس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ مین جیس عنوان

جب راجہ اپنے محلون سے سنگاسن پر بیٹھے آ کر
یہ بات کہی جب بلجئے لے آؤ پروہت کو جا کر
دربار میں ہو گئی [illegible] سب خبر [illegible] جا کر
اسوقت پروہت آ پہنچے آشیرباد بچن سنا کر
[illegible] کی سوہ اور چندن [illegible] ماتھے پر
تن جامہ خاصہ ململ کا [illegible] رنگین تیمیر
گلے مین سگلے موتی مالا اور [illegible] اکثر
خوش صورت [illegible] عاقل اور دانشور
دیکھ پروہت کا اپنے دیوان جب ہوئے خوش ہو کر
تم جاؤ سگائی گورا کی [illegible] دھر
ہین [illegible] شہر [illegible] اور سیر کرو ملک اور نگر
[illegible] سندر
[illegible] سگائی گورا کی [illegible] تم آنکے گھر
جب شہر [illegible] سودا کی [illegible] خبر

اسوقت پروہت سے ایسے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہو کر وان جانے کا سامان کیا
اب یان سے آگے سنو بات پروہت آن
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھ دھیان

ہو سوار پروہت چلے [illegible] اس شہر سے جب تیار ہوئے
یون ڈھونڈتے پھرتے اس نگر [illegible] ایک وقت چلے
ہر دیس پھرے ہر نگر گئے ہر شہر سے ہر دیس پھرے
پر ایک بالا ایسا جو راجہ کے پسند پڑے

وہ سمرن تھی یون توبھی رچون باندھوں کھانا
وہ سندر کانون بیچ پرے یون جیسے سوتی ہو کان

وہ سیس لیا بین … ان بکھر تن باندھ سیہرا بنک …
وہ ٹڑیان سیلی کی ایسی جون پور ہو زیب …

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سداشیو دولھا تھے اور ناد یا بیل براتی تھا
اب یان سے آگے سنو اُس جوگی کی بات
لوگون نے جب دم سنی ملے ہر ایک نے ہات

وان لوگ براتی آئے تھے فرزانے تھی شان پر
ہر طرح طرح خوش وقتی سے کو بیٹھے تھے کچھ پھر کے
یون اُس نے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی بات بتائے
بات سُنی جب لوگون نے تب ہنسکو سب ہنس گئے
بات کہی اس جوگی کی تب دولھا بھی حیران ہوئے
سب محلون مندر شور مچی بھاگ دوڑ کیسے گھبرا کر
کوئی دیکھ کے صورت گر گئی رو دے [illegible]

معلوم تھا یہ دولھا اپنے تھے راہ خوشی کی سب …
وان سب نے جوگی جان انھین [illegible] یس مگر نہیں بھر …
اُس وقت سداشیو بھیس لیے ہین [illegible] تم …
دل سُست ہے ہوا اور من ہی من پھر جا …
تحقیق کیا تو ٹھیک ہی تقدیر [illegible] …
کوئی ماتھا کوٹ [illegible] سیس دھنے کوئی آنسو [illegible] …
کوئی پیڑا کر رون لگا [illegible] جو کرم لکھی [illegible] …

وان جن جن نے یہ بات سنی افسوس ہے ہی العجب ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور یہ گھٹ یان کچھ اور ہوا
اب یان سے آگے سنو دھیان ادھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی ماے

اسوقت خوشی سی مندر پر شیو جی بنکر دولھا
ہر تار چمکتا جیر کا اور تاش سنہری باگا
ہر کان میں کندن بجے اور گلے پر سونے کا سہرا
وہ موتی ہار گلے جھلملاتے اور نین لعلونکی مالا
جب بیٹھے شیو جی دولھا بن تب پریونکا وان ناچ ہوا

مکھ پان کی لالی کرو مسہندی اور آنکھون بیچ لگا گجرا
اس تار زری کی جیب بجی ہر چمکیا مکٹ دھرا
وہ سہرا مکھ پر یون چمکے جون سورج کی کرن بھرا
وہ مانگ جڑاؤ بازو پر اور ٹکا پیچے جھمکا
اور کرنا سرنا جھانجھ نقارہ گونج شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوئے غل شور ہوا خوشوقتی کا
اب بیان ہے آگے سنو اس شادی کے طور

یہ دھوم مچی ان بستیوں کیون لوگ کہیں آئی گی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر گھر مین جا تماشے کی
سب دیکھنے کو آن بیٹھ سو ٹھٹھ ہوئی ادھر لگی

ہم سمجھے اسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راجہ ہی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور کبڑ لنگڑے جیر بھی
یہ بات سنی جب جنہے تب گھر کوٹھی پر چلدی

جب دیکھا تو دان کرسون تک ہے زیور برات آرائی
ہوئی محلون مندر بیچ خوشی در عیش طرب کی جھوم مچی
منہ دیکھنے کو خوش ہو بیٹھی کا اور تھا چوکی گھڑی گھڑی
کوئی دھن دھن بھاگ کہ وہ کوئی واری سو بار ہی
تھو صدقے گئی دیکھ ان واعضی دل پا مال ہوئے

تو شوقت ہے خوشحال ہو بر آتی سب ملتا من کی
دل شاد ہوئے سب کہنے کی ماگوری کی بھی شاد ہوئی
کوئی پاتی ہے پانون چھو کوئی ہو کے ہر دم بلہاری
اچھا دیکھی ادھر ماہ یہی جو دیکھیں صورت دولہا کی
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہو خوشحال ہوے

ہر بگولا کا سو من کا اور بھونڈ سون کے چلے
کوئی بنگلے وہ بال اکر بوبا نس چو تس من کر لے
کوئی ہاتھی کی کاندھو پر کوئی اونٹ بغل میں دبا
کوئی سانپ گلے میں لپٹا اور بچھو دم پر تو ہے
کوئی گاؤ دو پچھاڑ کلا اپنا کوئی شتر گردن پہ بھر لے
کوئی ہاتھ نچا وہ وہ کر کوئی مین تتی کے بجا

اور بکر وتن مہوت سطرح سر سالکو بکر کے
کوئی شند کوئی شندی بن نون یا اٹ کو د
کوئی اپنا جیسا گھونٹ کر کے کیند پیر مہلا
کچھ لیتے سنو لوہڑ کر کے ہاتھ میں بجا جو گرد
کوئی شور کر کر جو شتمال ہوتے ہانک کے کا
کوئی لیتے نیو ونک کر کوئی [illegible]

کچھ رنگ جب اونچھ جنگ سب جنس نج کھلا دیتے
تھے دھوم ساقی رستے میں مراں اچھلتے جاتے تھے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے ا حوا ل
چلے شنا خیر و جس طرح پاربتی کے د و ا ر

جب دیکھا انکے لوگوں نے وہ اوسون تک گیا
تب لے ہر ساتھ آپ ہی جو شور جاتا ہے اسکا
وہ آتے جاتے بہت جو دیکھے وہاں سو کہتے
کوئی کہتا بہت کناہ ہیں اور ہے یہ بچھ کھڑا
کوئی کہتا کھو ہو ہاتھی بھی جو وہ تھو ٹا ہو آتا
ایاں لوگ سب آو تین جو کچھ یہ کہاں جا
برمان ضدی تھو آگے جب انسوا اپنا بھید کہا

وہ خلقت جاں تھی جب نقاروں کا شور سنا
سب ایسے بھی بھیجے ہر کارہ ہاں بر ہر کا را
کوئی کہتا اب ان آرہو کوئی کہتا آؤ اب بیا
کوئی کہتا توہا تھی ہیں کر جو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جب آئے ہم یہانتک کچھ ہمنے جا داون میں — کچھ انکی میں مشغول تھے کچھ باتون میں

کچھ ان ہی وہ ہمی مشغول تھی ہاتون میں — کچھ باہر آکر بیٹھے ہر کچھ بیٹھے تھا ودہ بانون میں

سر ہنسوہ بہین کرنا بہنا اور ہتر ہتی طبل بجی کجلاو ہمین — ہر جانب ہمون ہمون باج رہے تعلیٰ کچھ کا ہمونمین

اور باجلین بت جا بجہ بری بیا وتیا دیگی زنگ ایوہمین — کچھ بات بسمجھے ہی آن بلنچو ہمین ان ہو نسو نمین

کچھ میا ن تھا وہ گھور بہلین لا آن کہٹری کچین با ہونمین — کچھ گھوہ بہ اچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھوبے گلیہ نمین

بتے جتنے دان بادہ نہ کچھا تر ہوا ن با ناہ ونمین — اور جتنے دان بہتے باغ لگی جھا تری جان باغو نمین

جنبہ جلنہ بیاپالی بستی بین کچھ اتر سے شہر ساود ون تینہ — دان ان رہے تھ جسبان لیے اور بیٹھے خوش ان باغو نمین

وہ ستھے جس جس جگہ راہ پر کل فرحت آہنگ ہوے
غل شور ہوا اور ناچ ہوے اور راگ ہوے اور رنگ ہوے

اب یان سے آگے سنو اسکا بھی بستار
جس جگہ سے آکر ٹھہری وان جیو مار ہ

جس وقت آتی میہ چلے تب راہ کے دان لوگون کا — یہ حکم کیا اب بی یہان سب جا کر ہو جن دو

جب جا کر تو کر جلد چلے اور خیمہ سے مین آ گرد و — لوان لا ئے اب سب کر باکر جیو مسند ر نج بیچ چلو

اب تم بھی جیون اور انکو لاؤ جنھین دیوانی ہو — کتے ڈھیر مٹھائی سے رکابہ بتا جتنے انھین دو

اس بات کو سنکر انس لیے ہو خوشتر آتی بات سنو — یہ وبا لکنا مٹھے ہین تم بھی انکو جیو ادو

دو گود اٹھا کر خوش تھی جیو مار مین لائے دونکو — تھے جتنے دان بنار لگے اور ڈھیر مٹھائی کر تھو جو

اٹھ جیر لا لا کر بیٹھے پھر محل اب کچھ اور رکھو — ان کی گہنے تب ہو ش گئے اور بیاکی دان لرزان ہو

[illegible]

اب یان سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اُس جا دان و جہیز

جس آن ہو سیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب سبھی سے … پوشاکین نگین زیب بھرین تار زر جھکا بجھکے
زر زیور کے دان ڈھیر لگے جو باہر سے گنتی سے … وہ موتی ہیرے انمول وہ لعل زمرد کے ڈبے
وہ کلسے نئے نئی چاندی کے وہ تھال کٹورے بھی سونے کے … وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلون بیچ تھے
وہ چیز خوب لباس کی اور گنتی مین بہتیرے … وہ چیرے پان اچھی صورت کی سر بالون تلک زیور سے
وہ پنجن جھول جھلکتی کی انبار سی چیز اور ہووے … وہ گھوڑے گلگون مثل ہوا زر دوزی جھیز زین بندھے
پنڈال جھلکتے وہ چیز بانات زر کے تھے پردے … رتھ بہلین گھوڑ بہلین سب ٹھاٹھ چمکنے لگتے تھے
وہ رنگین جھالر دار رتھین وہ بیل بہت نخرے اونچے … یہ ٹھاٹھ رکھا اور دوار پر اور بغدی ٹھٹھ لگے

تھے جتنے شادی بنت سامان جہیز دان تیار ہوئے
ہر ٹھاٹھ کے دان دروازے پر ہر جانب سے انبار ہوئے

اب یان سے آگے سنو راجہ نے اس آن
جو باتین شیو سے کہین اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے بولے … جو ہم نہین پا جو ہمسی من بیچ ہو تم شرمندے
کس لائق ہین جو دیتے ہم اسباب تمھارے لائق کے … تم اچھے جاگے ہین ایسے ہو جو پائے ہو لاکھون ہم سے
ہین بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمھارے ہم دیکھے … اس نگری ہین اس منڈل مین تم آ کر ہی کر لیے
تم تھام لیتے جو ہمکو پھر کہیے کیونکر ہم تھمتے … جو کر پاتے ہم نیز کی کب استت اسکی ہو ہم سے

جس طور خوشی سے بیاہ کی گوپیوں نے گھر میں راجہ کے	پھولسی ہی خوشی سے کیلاس کے اوپر باجے

یون ٹھاٹھ ہوا یون بیاہ ہوا بس ورنہ آگے رے بولو
ڈنڈوت کرو ہر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے	ہر گلبدن کا رنگین و زرین لباس ہے
محبوب دلبرون کا ہجوم آس پاس ہے	بزم طرب ہے عیش ہے پھولونکی باس ہے

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہین فرش منقش اور زری	بجتے ہین تال گھنگرو مردنگ خنجری
سکھیان کھڑی ہین ایسی جون حور اور پری	سن سن کے اس ہجوم مین بن کی بانسری

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہین وہ ہجوم سے جو تماشے کو گلبدن	گویا کہ کھل رہے ہین گلون کے چمن چمن
کرتے ہین نرت کنج بہاری بصد پھرت	اور گھنگروؤن کے سنگ صدا ہے چھنن چھنن

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

خاتمۃ الطبع

نظیر سے ذات خدای کبیر منزہ و مبرا ہے بدلیل اشہد ان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفو
بینظیر اسکی احاطہ تقریر و تحریر سے معرا قول نبی لا احصی مصدق اُسکا شعر بری ذات
سمت ضد و جنس و غنی ملکش از طاطت جن و انس + پھر کیون نہ محبوب مرغوب القلو
اُسکا بھی بینظیر اکبرآباد عالم ہو نام نامی جسکا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و
ہو اشہد ان محمداً رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا اشرف ابنیا
کہ عرش مجید بش بود و متکا + اما بعد ارباب صافی مذاق کو مژدہ طرب فزا ہو کہ اس زما
مسترت اقتران مین کلیات نظیر اکبرآبادی جسمین مصنف باکمال نے ہزارون
طرحکے پند و نصائح کو چٹکلون اور مثالون مین نظم فرمایا ہے خواب غفلت دنیا کی
میٹھی نیند سونے والون کو کس کس حسن اسلوب سے جگایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اگلے
لوگون کا کلام بھی عجب پُر تاثیر ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اُسکا مداح ہر صغیر و
کبیر ہے یہی کلیات ہے کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتو
اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہے اور اگر دیدہ حق بین سے بغور و تامل ملاحظہ ہو تو سراسر
دنیاے ناپائدار کی مذمتون اور چرخ کج رفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ سبو ہے وہ
کون دل ہے جسمین محبت دنیا کا تخم بویا گیا اور وقت درو ثمرہ ناکامی اُس کو
نہ ملا اور وہ کون سر ہے جسمین اُلفت گیتی اور اُسکی نیرنگیونکا سودا نہ سمایا اور آخر
مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور نہوا الغرض یہ کلیات صنعت آیات مطبع

نامی گرامی منشی نولکشور واقع شہر لکھنؤ مین
بعہد ترقی عالی القاب فالیجناب رای بہادر منشی
پراگ نراین صاحب بہادر مالک
ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء

دیوان فدا - از موج خیزی طبعزاد وقاد مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی -

دیوان غافل کلام ہمپایہ سخنوران آتش و ناسخ منور خان غافل -

دیوان ذوق از نتیجہ فکر سخنگو عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق -

دیوان بہار عرب در محامد خاتم الرسالت مولفہ حاجی محمد نذیر مصطفے آبادی -

دیوان لطف پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراجنامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ لطف علیخان بریلوی -

ایضاً نعت سروری غزلیات تمام ردیفون کی محامد خاتم المرسلین مین از بہار نمائے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری

دیوان ہنجار سالک عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ سالک -

دیوان نیاز از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -

دیوان شہیدی - مصنفہ کرامت علیخان شہیدی تخلص -

دیوان امیر مسمی بہ مراۃ الغیب از امیر احمد امیر تخلص -

دیوان غالب دہلوی کئی مرتبہ یہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداری خریداران اسی طرح ہے کیون نہو بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جسکا نظیر ہندوستان مین نہین ہے یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا -

دیوان نشاط احباب مصنفہ بابو ہرگوبند سہائے

دیوان جرار مصنفہ مرزا حسین بیگ تخلص جرار -

دیوان امیر خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -

دیوان واسطی نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ -

دیوان عاشق کلام لطیف از پنڈت کنھیا لال تخلص عاشق -

دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن

دیوان بحر اسرار حقیقت در نعت سید مجتبی مصنفہ قاضی علی احمد تخلص کل علی -

دیوان ہشیار - مصنفہ کیولرام -

دیوان صبا مسمی بہ غنچہ آرزو از میر وزیر علی صبا

دیوان ضامن از سید ضامن علی شاہ -

دیوان نواب علاؤالدولہ سید محی الدین خان تخلص فقیر عرف نواب بودھن صاحب -

دیوان مخزن شوق - غزلیات ہمطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہرچند رائے سرہی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند -

ایضاً - شائستہ پاسخ بمقابلہ غزلیات ناسخ از منشی ہرچند رائے -

دیوان ولی یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعرگوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام ہے اول زبان ریختہ مین اسی شاعر عالی نے شعر کہا ہے بڑی تلاش سے دستیاب ہوا -

چمنستان جوش دیوان نواب احمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان -

مجمع الاشعار غزل ہائے اردو و فارسی اساتذہ

چمن بےنظیر اشعار اردو و فارسی اساتذہ سے فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین۔

گلدستۂ امانت جس میں چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہیں۔

گلدستہ نعت۔ اشعار اردو و فارسی مؤلفہ جمیل الدین احمد

گلدستہ خندان کلام موزون منشی منور علی تخلص خندان۔

شمس فیض۔ قصائد ولی عہد بہادر والی سورٹھ و فسانۂ خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر

گلشن فیض۔ قصائد مدحیہ از شیخ بہاالدین۔

خریطۂ سرور تہنیت نامہ کتخدائی نواب بہادر خان ولی عہد ریاست سورٹھ۔

کتب کلیات دواوین فارسی

کلیات حزین۔ یہ مجموعہ نوادر روزگار سے ہے جسمیں چند رسائل ہیں۔
۱- سوانح عمری۔ حضرت مصنف۔ ۲ تواریخ سلاطین ۳ قصائد نعتیہ آئمہ اطہار علیہم السلام ۴ دیوان مصنف ۵ مثنویات کمغیر دل و چمن انجمن۔ ۶ مثنویات خرابات ۷- فرہنگ نامہ۔ ۸- تذکرۃ العاشقین۔ مصنفہ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین۔

کلیات مرزا عبدالقادر بیدل۔ چار جل…
۱- دیوان بیدل۔ غزلین سب ردیفون…
۲- عناصر بیدل۔
۳- رقعات بیدل۔
۴- نکات بیدل۔ نتیجۂ طبع شاعر نازک… مرزا عبدالقادر بیدل تخلص۔

دیوان بیدل فقط نقل از نسخہ قلمی محررہ…

کلیات سعدی شیرازی جسمیں رسائل ف…
۱- دیباچہ کلیات ۲ کریما محشی ۳ گلس… ۴- بوستان ۵ قصائد عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات۔
۶ طیبات و بدائع و خواتم و غزلیات قد… مقطعات و صاحبات و مثنویات و قطعا… رباعیات و مفردات و ہزلیات از نتائج ف… مصلح الدین سعدی شیرازی۔

کلیات نظم غالب۔ مرزا اسداللہ خ… غالب دہلوی۔

انتخاب کلیات عناصر خسرو اس میں… دیوان ہیں۔
۱ دیوان تحفۃ الصغر۔ صغر سن کا کلام…
۲- دیوان وسط الحیات عنفوان شبا…
۳- دیوان غرۃ الکمال جو کمال عمر… میں تالیف فرمایا۔
۴- دیوان بقیہ نقیہ۔ کلام ہنگام پیر…